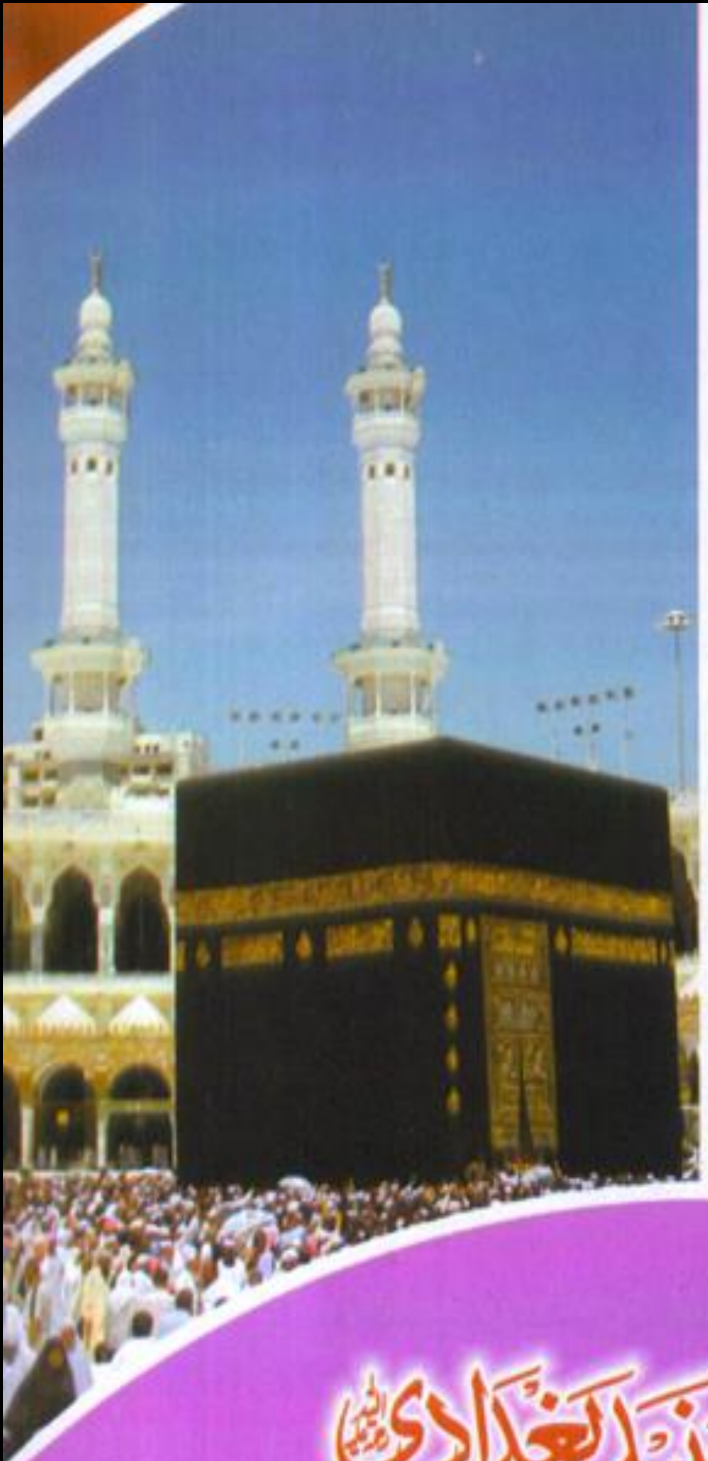

مسلسل اشاعت کے ۵۰ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۲ جلد: ۱۶ صفر المظفر ۱۴۳۳ جنوری 2012

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

فقیہ امت
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

ماہِ صفر الخیر کے شرعی احکام

حضرۃ جُنید بغدادیؒ

سانحہ کراچی مسجد باب الرحمت، دفتر ختم نبوت.. صحیح صورتحال

احتساب قادیانیت جلد ۳۹ کا مقدمہ

ڈاکٹر ذاکر نائک کون ہے؟

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: 2 ○ جلد: 16

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سید احمد صاحب جلالپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: شکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

سانحہ کراچی، مسجد باب الرحمت، دفتر ختم نبوت.....صحیح صورتحال	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

فقیہہ امت سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	مولانا محمد عثمان سلیم	13
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	20
ماہ صفرالخیر کے شرعی احکام	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ	23
ڈاکٹر ذاکر نائیک کون ہے؟	دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ	31

ردّ قادیانیت

احتساب قادیانیت جلد ۳۹ کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	44

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	52

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

سانحہ کراچی!

جامع مسجد باب الرحمت اور دفتر ختم نبوت ...... صحیح صورتحال!

پاکستان بننے کے بعد کراچی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر سائرہ مینشن بالمقابل ریڈیو پاکستان، ایم.اے جناح روڈ پر قائم ہوا۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران کراچی میں مجلس کے مبلغ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ تھے۔حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، شیعہ مکتب فکر کے معروف رہنما اور آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل سید مظفر علی شمسی، معروف احرار رہنما مجاہد ملت ماسٹر تاج الدین انصاری اسی دفتر سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوئے تھے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں کامیابی کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن تھے۔ وہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے مہتمم اور عالمی مجلس کے مرکزی نائب امیر بھی تھے۔تب شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا ماہنامہ ''بینات'' کراچی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی سرپرستی کے باعث قیام کراچی میں تھا۔

حضرت مفتی صاحب مرحوم، حضرت لدھیانوی مرحوم کی زیر ہدایت سائرہ مینشن سے جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی میں دفتر منتقل کیا گیا۔ بعد میں اس کی عظیم الشان تعمیر ہوئی۔ جو اس وقت اپنی خوبصورتی اور محل وقوع کی اہمیت کے پیش نظر ہر گذرنے والے مسلمان کو دعوت نظارہ دیتی ہے۔

یکم محرم کا وقوعہ قتل و دھرنا وگھیراؤ

یکم محرم ۱۴۳۳ھ بروز اتوار ۲۷/نومبر ۲۰۱۱ء کو کالعدم سپاہ صحابہ کے کارپردازان کراچی المعروف اہل سنت والجماعت نے یوم سیدنا فاروق اعظمؓ کے سلسلہ میں پرانی نمائش چورنگی کے راستہ اپنی ریلی تبت سنٹر لے جانا تھی۔ان کے بعض لوگ جامع مسجد باب الرحمت کے پارکنگ میں جمع ہوئے۔ ریلی میں یہاں سے شریک ہوئے۔ ان کے بعض حضرات کا باہر مسجد کے گراؤنڈ میں آنا اور وہاں سے ریلی کے جلوس میں شریک ہونا شیعہ حضرات نے بھی نوٹ کیا۔اس لئے کہ نصف صدی کے لگ بھگ اسی چورنگی کے قریب نشتر پارک میں شیعہ حضرات کی مسجد، امام بارگاہ ہے۔آغاز محرم سے وہاں ان کی اپنے عقیدہ کے مطابق بھرپور سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ پرانی نمائش کی چورنگی پر محرم کے دس دنوں میں شیعہ مسلک کی سرگرمیوں کا عروج ہوتا ہے۔ ربیع الاوّل کے بارہ دنوں میں سنی تحریک کے حضرات اس

چورنگی کو اپنی سرگرمیوں کے لئے مختص کرتے ہیں۔ ویسے ہر سیاسی و مذہبی تہوار و پروگرام کے لئے یہ چورنگی مرکز کا کام دیتی ہے۔ جب سے اس چورنگی کی بغل میں مسجد باب الرحمت اور دفتر ختم نبوت کا قیام ہوا ہے۔ فرقہ واریت کے حوالہ سے کبھی یہاں کوئی تنازعہ کھڑا نہیں ہوا۔

یکم محرم الحرام یوم فاروق اعظمؓ کا جلوس اس چورنگی پر پہنچا تو راستہ میں پہلے سے شیعہ حضرات نے اپنی سبیلیں لگائی ہوئی تھیں۔ ان کے وہاں کیمپ بھی موجود تھے۔ چورنگی پر نعرہ بازی ہوئی۔ فریقین نے ایک دوسرے کو ترچھی نظروں سے دیکھا۔ لیکن اتنے میں ریلی آگے بڑھ گئی۔ سبیلوں و کیمپوں پر شیعہ حضرات کا موجود ہونا، ان کی سرگرمیوں کو نہ روکنا اور نہ ہی جلوس کا روٹ تبدیل کرنا، فریقین کو اجازت دے دینا لگتا ہے کہ نادیدہ قوتیں فریقین کے کندھوں کو تھپتھپا رہی تھیں۔

تبت سنٹر جا کر اہل سنت والجماعت کا جلوس اختتام پذیر ہوا۔ قیادت و کارکن مختلف جہتوں سے چل دیئے۔ کچھ شرکاء کی واپسی اسی راستہ سے ہوئی۔ کسی سبیل پر شرکاء جلوس کے پسماندگان اور سبیل پر متعین شیعہ کارکنوں کی تو تکار، منہ ماری کے دوران کسی نے فائرنگ کر دی۔ جس کے نتیجہ میں دو شیعہ کارکن موقعہ پر جان کی بازی ہار گئے۔ بھگدڑ واقع ہوئی۔ جلوس کے بعض پسماندگان نے مسجد باب الرحمت کا رخ کیا۔ خود تو آئے اور ہمارے لئے مفت کی آفت ہمراہ لائے۔ ’’ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے‘‘ کا مصداق۔ عصر کا وقت تھا۔ مسجد باب الرحمت میں حضرت لدھیانویؒ کے زمانہ سے اتوار کے روز عصر کے بعد مجلس ذکر ہوتی ہے۔ مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کے زمانہ سے بھی یہ معمول جاری رہا۔ آج کل حضرت مولانا محمد اعجاز صاحب امیر عالمی مجلس کراچی، مجلس ذکر کے معمولات کو پورا کراتے ہیں۔ عصر کی نماز کھڑی تھی۔ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے منتظمین، مسجد کے نمازیوں اور مجلس ذکر کے شرکاء کو قطعاً علم نہ تھا کہ باہر کون آیا، کون گیا۔ پارکنگ میں کون آئے تھے، کون گئے تھے۔ اب باہر کیا ہوا ہے؟ نماز کے دوران شرکاء جلوس کے پسماندگان کا دگڑ دگڑ کرتے ہوئے مسجد میں آنا۔ اس سے دفتر کے ساتھیوں اور نمازیوں کو خیال ہوا کہ باہر کچھ ہوا ہے۔ کیا ہوا ہے؟ قطعاً علم نہ ہو سکا۔

سلام پھیرتے ہی مسجد کے دروازے پیٹے گئے۔ معلوم ہوا کہ نماز کے دوران وضوخانہ کا جو دروازہ ہمیشہ کھلا ہوتا ہے وہ بھی کسی نے اندر سے بند کر دیا ہے۔ اسے کھولا گیا تو رینجرز کے اہلکار پندرہ بیس (یا کم وبیش) اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی دفتر کے ساتھیوں، نمازیوں اور ذاکرین کو علیحدہ ایک سائیڈ پر کر دیا اور آؤٹ سائیڈ سے آنے والے حضرات کو علیحدہ ایک سائیڈ پر بٹھا دیا۔ بعض موجود حضرات کا کہنا ہے۔ نو وارد یعنی جلوس کے پسماندگان میں سے بعض کو مارا گیا۔ تشدد ہوا، ہاتھ اور آنکھیں باندھی گئیں۔ ان سے اسلحہ برآمد کیا۔ (جتنے منہ اتنی باتیں۔ صحیح صورتحال اللہ تعالیٰ جانتے ہیں) اتنے میں مسجد کے باہر شیعہ حضرات نے گھیراؤ کر لیا۔ سڑک والی دیوار توڑی گئی۔ مسجد کا گھیراؤ کیا گیا۔ پتھراؤ ہوا۔ شیشے ٹوٹے۔ دروازے، کھڑکیوں کو توڑنے کی کوشش کی گئی۔ نقصان پہنچایا گیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ ہمارے قاتل اندر ہیں۔ ان کو ہمارے سپرد کرو۔ خدا نہ کرے اگر وہ اندر داخل ہو جاتے تو اتنا نقصان ہوتا کہ اس کے تصور سے بھی روح کانپتی ہے۔

آج ملتان دفتر ختم نبوت میں نماز کے دوران فقیر اتفاق سے موبائل بند کرنا بھول گیا۔ مغرب کی نماز میں

موبائل سے کال آئی۔ فقیر نے کاٹ دی۔ دوسری، تیسری، فقیر کاٹتا رہا۔ بڑی بے چینی سے نماز پڑھی گئی۔ سلام پھیرتے ہی دیکھا تو مولانا محمد اعجاز کا فون تھا۔ مسجد کے ہال سے باہر صحن میں آیا تو ان سے رابطہ ہوا۔ انہوں نے صورتحال بتائی۔ فقیر نے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو فون کیا۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب، حضرت قاضی حسین احمد صاحب، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کو فون کر کے صورتحال بتائی۔ اب فون بند کیا تو جوابات ملنے شروع ہوگئے۔ مولانا ثانی نے بتایا کہ مولانا عبدالغفور حیدری سے بات ہوگئی ہے وہ ائیرپورٹ کراچی سے شہر آرہے ہیں۔ ان کی آئی.جی سندھ، ڈی.آئی.جی کراچی، ایڈیشنل آئی.جی سندھ سے بات ہوگئی ہے۔ انہوں نے صورتحال کو سنبھالنے کا عندیہ دیا ہے اور یہ کہ آئی.جی صاحب دفتر ختم نبوت کراچی کے باہر پہنچ گئے ہیں۔

اتنے میں یکے بعد دیگرے حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے تین فون آئے۔ آپ مسلسل ملتان، فقیر سے، خانقاہ شریف، کراچی بنوری ٹاؤن سب حضرات سے رابطہ میں رہے۔ سب سے پہلے آپ نے گورنر سندھ کو فون کیا۔ آپ کے فون کے چند منٹ بعد پولیس ورینجر نے شیلنگ کر کے مظاہرین کو دوڑانا شروع کر دیا۔ جلوس کے پسماندگان کو علیحدہ گاڑیوں میں تھانہ روانہ کیا گیا۔ دفتر کے ساتھیوں، نمازیوں، مجلس ذکر کے شرکاء اور دفتر کے فیملی کوارٹرز میں رہائش پذیر اہل خانہ کو ایک ساتھ دوسری گاڑی میں روانہ کیا گیا۔

حضرت مولانا امداد اللہ مدرس جامعۃ العلوم الاسلامیہ، حضرت قاری محمد اقبال، سید حماد اللہ شاہ رہنمائے جمعیت علماء اسلام، مولانا قاضی احسان احمد، رانا محمد انور، محترم جناب منظور احمد راؤ برابر صورتحال سے باخبر تھے۔ انتظامیہ سے رابطہ، باہر کے حضرات کو اطلاعات دیتے رہے۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن، حضرت مولانا عبدالغفور حیدری کی بروقت کرم فرمائی وسرپرستی سے پیش آمدہ ناگہانی مصیبت سے بال بال اللہ رب العزت نے بچالیا کہ کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ اتنے میں حضرت قاضی حسین احمد کا فون آگیا کہ جناب ساجد نقوی تو ملک سے باہر ہیں۔ البتہ جناب وزارت حسین نقوی سے بات ہوگئی ہے۔ وہ اس پر سخت رنجیدہ خاطر ہیں کہ ختم نبوت کا پلیٹ فارم تو مشترکہ ہے۔ اسے کیوں نشانہ بنایا گیا۔ انہوں نے اپنی کراچی کی قیادت سے بات کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

محترم وزارت حسین نقوی بھکر کے ہیں۔ جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی نے بھی ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ کراچی بات کر رہا ہوں۔ اطمینان رکھیں۔ دفتر ختم نبوت کی نگہداشت کے لئے دل وجان سے کوشاں ہوں۔ آٹھ بجے کے قریب دفتر کے ساتھی، نمازی وشرکاء مجلس ذکر کو دوسری سائیڈ سے تھانہ لے جایا گیا۔ دفتر کا ہال، دفتر کا کمرہ فیملی کوارٹرز کو تالے لگا کر ساتھی دفتر سے رخصت ہوئے۔ اس وقت دفتر میں رینجرز والے تھے۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو تازہ صورتحال سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے صوبہ سندھ کی قیادت سے بات کی کہ ناگہانی باہر سے آنے والے اور دفتر میں موجود، نمازی وذاکرین دونوں کی پوزیشن جدا جدا ہے۔ جن جن حضرات پر آپ کو شبہ ہو ہم قطعاً ان کی سفارش نہیں کرتے۔ چاہے وہ ہمارے نمازی ساتھی یا دفتر کا عملہ بھی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر یہ بے گناہ ہیں تو اندھے کی لٹھ مشکوک وبے گناہ سب کو برابر نہ رکھیں۔ اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ جن جن سول، یا رینجرز، پولیس یا صوبائی انتظامیہ کے افسران سے جس کی بات ہوئی۔ سب آفیسران نے یہ کہا کہ

دفتر، اس کا عملہ، نمازی وذاکرین بے قصور ہیں۔ ان کو ہم نے گرفتار نہیں کیا۔ صرف حفاظتی نقطۂ نظر سے حصار میں لیا ہے۔ قصہ کوتاہ کہ رات بارہ بجے تمام ہمارے ساتھیوں کو رہا کر دیا گیا۔

لیکن یہ صدمہ کبھی نہ بھولے گا کہ ہمارے اہل خانہ، معصوم دودھ پینے والے بچوں، نمازیوں اور دفتر کے عملہ کو جب آزاد کیا جارہا تھا تو باہر سے ایک صاحب نے پولیس افسران سے واویلا کیا کہ یا تو دوسروں کو بھی رہا کرو۔ ورنہ ان کو بھی رہا نہ کرو۔ ان کے نزدیک گھر میں بیٹھے ہوئے غیر متعلقہ حضرات اور اس شوروشر سے جان بچا کر گھس آنے والے دونوں کو ایک ترازو میں تولنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن ان کا کیا شکوہ کرنا ہے۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

اللہ تعالیٰ نے ہماری اس بلائے ناگہانی سے جان چھڑا دی۔ رات ساڑھے بارہ بجے کے بعد کہیں جا کر سکھ کا سانس لینا نصیب ہوا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر دامت برکاتہم تو ایک ایک سیکنڈ تمام کاروائی کی سرپرستی فرمارہے تھے۔ حضرت امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم سے بھی مسلسل رابطہ رہا۔ آپ بھی برابر دعاؤں سے ہماری سرپرستی فرمارہے تھے۔

۲ محرم الحرام، ۲۸ رنومبر ۲۰۱۱ء

جمعیت علماء اسلام کراچی کے رہنما حضرت مولانا قاری محمد عثمان، جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے حضرت مولانا امداد اللہ، حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی، مولانا محمد اعجاز، مولانا قاضی احسان احمد، قاری محمد اقبال، راؤ منظور احمد ایڈووکیٹ، جناب رانا محمد انور، جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں جمع ہوئے۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر دامت برکاتہم کے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد سعید اور دیگر حضرات بھی شریک مشاورت ہوئے۔ طے ہوا کہ:

۱...... انتظامیہ سے ملاقاتیں کر کے صحیح صورتحال سے انہیں باخبر کیا جائے۔

۲...... دفتر ختم نبوت پر رینجرز کا قبضہ ہے۔ وہاں پر جا کر اپنے دفتری معمولات کو شروع کیا جائے۔

۳...... گورنر، وزیراعلیٰ، آئی۔جی، ایڈیشنل آئی۔جی، ڈی۔آئی۔جی، کمشنر، وزیر داخلہ، ہوم سیکرٹری اور دیگر حضرات سے ملاقات کا وقت لیا جائے۔

۴...... کراچی کی شیعہ قیادت کو بھی صحیح صورتحال سے باخبر کیا جائے۔

۵...... چنانچہ ان متذکرہ حضرات سے ملاقات کے لئے محضر نامہ تیار کیا گیا۔

کمشنر صاحب سے اسی دن پہلے وقت ملاقات ہوگئی۔ کمشنر صاحب نے وفد کے مطالبات کو ہمدردی سے سنا اور تمام مطالبات کو تسلیم کرنے کا وعدہ کیا۔ نیز انہوں نے کہا کہ ضلعی، ڈویژنل، وپراونشل ہر میٹنگ میں یہی دھرایا گیا کہ اس وقوعہ سے ذرہ برابر مجلس تحفظ ختم نبوت، مسجد اور نمازیوں کا قطعاً تعلق نہیں ہے۔ اندر داخل ہونے والے یا باہر گھیراؤ کرنے والے دوسرے لوگ تھے۔ مجلس کا اس میں قطعاً دخل نہیں۔ کمشنر صاحب نے فرمایا کہ شام کو آپ دفتر میں جائیں۔ دفتر کا تمام نظم سنبھال لیں۔ اس وقت مقتولین کا جنازہ اس چورنگی پر ہورہا ہے۔ سخت دباؤ ہے۔ اس سے ہم فارغ ہوں تو دفتر آپ کے سپرد ہو جائے گا۔ شام کو محترم قاری محمد اقبال صاحب، راؤ منظور احمد ایڈووکیٹ،

جناب سید انوار الحسن شاہ صاحب دفتر گئے۔ تو رینجرز کا لشکر دفتر میں براجمان۔ دفتر کے تالے کاٹے ہوئے۔ فیملی کوارٹرز کے تالے کاٹے ہوئے۔ سیف ٹوٹے ہوئے۔ ہر گھر سے زیورات و نقدی، دفتر سے سیف توڑ کر جو طوفان نگہبانوں سے قائم کیا ہوا تھا۔ الامان۔ غرض جو محافظ تھے انہوں نے جو حشر کیا وہ بہت ہی افسوسناک تھا۔ اب تازہ صورتحال، مطالبات اور نقصانات کی تفصیل مرتب کی گئی۔ ان میں سے آئی جی صاحب کو جو محضر نامہ پیش کیا گیا۔ اس میں تمام تفصیلات موجود ہیں۔ اس کی نقل پیش خدمت ہے۔

گرامی قدر محترم جناب آئی جی سندھ پولیس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

معروض آنکہ علماء کرام کا یہ نمائندہ وفد جو آج مورخہ ۲۸ رنومبر ۲۰۱۱ء بروز پیر آپ سے ملاقات کررہا ہے۔ اس ملاقات کا پس منظر گذشتہ روز دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت متصل جامع مسجد باب رحمت واقع پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ پر رونما ہونے والا دل سوز، رقت آمیز اور انتہائی دردناک واقعہ ہے جس کی تفصیلات سے آنجناب بخوبی واقف ہوچکے ہیں، تاہم وفد کا آپ کی خدمت میں پیش ہونا ایک تو اس غرض سے ہے کہ ہم یعنی علماء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آپ کے سامنے اپنی پوزیشن اور جماعتی اصول اور ترتیب کو واضح کریں اور آنجناب کے توسط سے اپنے جائز حقوق اور مطالبات پورے کئے جانے کی بھرپور درخواست کریں۔

گزارش یہ ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کا وہ نمائندہ اجتماعی، اتفاقی اور غیر متنازعہ پلیٹ فارم ہے جو ایک عرصہ سے امت مسلمہ کے ایمان کی حفاظت، عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انتہائی ذمہ داری کے ساتھ پورا کررہا ہے، عرض یہ ہے کہ یہ پلیٹ فارم کسی ایک مسلک یا گروہ کی ترجمانی نہیں بلکہ ملت اسلامیہ اور اسلامیان پاکستان کی تحفظ ناموس رسالت سے متعلق رہنمائی کرتا ہے، جب سے فتنہ قادیانیت نے سر اٹھایا امت کے جید ترین اسکالر میدان میں آئے اور عوام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا کیس سمجھایا۔ اس کے لیے مولانا انور شاہ کشمیری ہوں یا مولانا ثناء اللہ امرتسری، شعیہ رہنما علی الحائری ہوں، یا مولانا احمد رضا خان بریلوی ہوں یا پیر مہر علی شاہ گولڑوی ان تمام اکابرین نے ختم نبوت کے تحفظ کی صدا کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچایا۔

اس سے آگے چلیں ۷۴ء، ۱۹۵۳ء کی تحریک ہائے ختم نبوت میں بھی آپ کو تمام مکاتب فکر ایک جان نظر آئیں گے۔ سید اظہر حسن زیدی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، بریلوی مکتبہ فکر کے مولانا سید محمد احمد قادری، شیعہ مکتبہ فکر کے مظفر علی شمسی، علی غضنفر کراروی، مولانا عبداللہ روپڑی، مولانا علامہ احسان الٰہی ظہیر، مفتی جعفر حسین، سید محمد دھلوی اور مولانا شاہ احمد نورانی، آغا مرتضٰی حسن پویا، پروفیسر غفور احمد، دیگر جماعتوں کے رہنماؤں پر نظر ڈالتے جائیں اور ان کی اسی پلیٹ فارم پر زیارت کرتے چلے جائیں، آج بھی جبکہ ہم اور آپ ۲۰۱۱ء سے گزر رہے ہیں، مولانا فضل الرحمٰن ،، سید منور حسن، مولانا سمیع الحق، علامہ ساجد میر، علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، علامہ محمد انس نورانی، علامہ ساجد علی نقوی، ہدایت حسن نجفی اور دیگر امت کے زعما اسی پلیٹ فارم پر جمع ہیں تو پھر کیا وجہ ہے ایسے نمائندہ پلیٹ فارم کو اس طرح نقصان کیوں پہنچایا گیا، واضح رہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کسی قسم کی

ریلی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

محمد اعجاز مصطفیٰ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

قاری محمد عثمان
امیر جمعیت علماء اسلام کراچی

دفتر اور گھروں میں نقصانات کا تخمینہ

قاضی احسان احمد صاحب کے گھر سے

۱......گھر کی الماریاں اور دروازوں کو بری طرح توڑا گیا ۲......گولڈن گھڑی، پرفیوم وغیرہ۔
۳......طلائی زیورات وزن تقریباً، 11 تولہ سونا۔ ۴......خشک میوہ جات جو ہاتھ لگ گیا۔

انوار رانا صاحب کے گھر سے

۱......شہداء کے ورثا کے لیے امانتیں۔ اور ہفت روزہ رسید بک کے ایک لاکھ اکہتر ہزار روپے۔(1,71000/=)
۲......ایک عدد سٹیزن گھڑی لیڈیز، ایک عدد سٹیزن گھڑی جینٹس، ۳......چاندی کی انگوٹھی ایک عدد۔

سید انور الحسن صاحب کے

۱......30 بور پستول لائسنس یافتہ۔ ۲......نقدی رقم، دو لاکھ بیس ہزار روپے(2,20000)
۳......موبائل فون نوکیا ڈبل سم C-2 اور کاغذات۔

کمال شاہ صاحب کے

۱......تیس ہزار روپے نقدی کیش(30,000) ۲......چھ جوڑے کپڑے۔ ۳......موبائل چارجر

مولانا اعجاز صاحب کے

ایک عدد لیپ ٹاپ i5 core

اللہ وارث صاحب کے

۱......زیورات(2 تولہ سونا) ۲......نقدی پندرہ ہزار روپے(15000) ۳......موبائل فون

مولانا توصیف احمد صاحب کے

۱......نیو ہینڈ بیگ ۲......ایروسافٹ کے جوتے ۳......شہد کی بوتل ۴......موبائل چارجر

۳؍محرم ۲۹؍نومبر ۲۰۱۱ء

آج مختلف افسران سے ملاقاتیں رہیں۔ دفتر کھل گیا۔ نقصانات کا جائزہ لینے کے لئے ایس ایس پی، ڈی آئی جی، رینجر افیسران آئے۔ انہوں نے پورے دفتر کا جائزہ لیا۔ آج تمام رینجر پولیس دفتر سے باہر چلی گئیں۔ مین گیٹ پر موبائل کھڑی کی گئیں یا چھت پر چندان اہل کار موجود ہے۔ ایف آئی آر درج کرانے کے لئے افسران سے ملاقاتیں ہوئیں۔ وہ ایف آئی آر کا رجسٹر لے کر دفتر آئے۔ جب ہماری طرف سے اس نقصان کی تمام تر ذمہ داری رینجرز اور پولیس پر ڈالی گئی تو وہ منقاء زیر پر ہوئے۔ ایف آئی آر میں انہوں نے پوری پولیس مہارت سے کام

لیا۔ اللہ رب العزت ترس فرمائیں۔ آج کے روز طے ہوا کہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب جاکر اسلام آباد حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب کو ملیں جو آپ نے تعاون فرمایا اس پر شکریہ ادا کریں۔ مزید پوری صورت حال سے آپ کو باخبر کیا جائے۔ چنانچہ آج شام صاحبزادہ صاحب کی حضرت مولانا فضل الرحمان مدظلہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے صوبائی حکومت سے مذاکرات کی تفصیلات سے محترم صاحبزادہ صاحب کو آگاہ فرمایا۔ نیز فرمایا کہ میں پہلی فرصت میں جاکر کراچی دفتر پریس کانفرنس کروں گا اور معاملہ کو آبرومندانہ طور پر حل کریں گے۔ آج رات گئے فقیر نے ملتان سے کراچی کا سفر کیا۔

۴؍محرم۳۰؍نومبر۲۰۱۱ء

آج صبح مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب بھی اسلام آباد سے کراچی تشریف لائے۔ محترم رانا محمد انور اور فقیر راقم نے آپ کو ائیر پورٹ سے لیا۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ گئے۔ مخدوم محترم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، حضرت مولانا امداداللہ صاحب، راؤ منظور احمد ایڈووکیٹ، حضرت قاری محمد اقبال، مولانا محمد سعید بھی تشریف لائے۔ ایف آئی آر میں پولیس کے دجل کا کیا حل ہو۔ ایس ایچ او، ڈی ایس پی صاحب بھی تشریف لائے۔ عصر تک مشاورت جاری رہی۔ آج طے ہوا کہ کل دفتر میں اپنے مسلک کے تمام اہم دینی مدارس کے نمائندگان کا اجلاس طلب کیا جائے۔ گیارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک اجلاس ہو۔ تین بجے پریس کانفرنس رکھی جائے۔ عصر کے بعد دفتر حاضری ہوئی۔ عشاء تک قیام رہا۔ شہر کی قیادت تشریف لاتی رہی۔ ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ محترم صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے جامعہ اسلامیہ کلفٹن حضرت مفتی ابوہریرہ کے ہاں اور فقیر نے جامع مسجد خاتم النبیین جامعہ یوسفیہ میں حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی کے ہاں جاکر قیام کرنا تھا۔ جو پہلے سے طے تھا۔ چنانچہ ایسے ہوا۔

۵؍محرم، یکم دسمبر۲۰۱۱ء

حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی، حضرت مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی کی سرپرستی میں فقیر دفتر حاضر ہوا تو حضرت مولانا قاری محمد عثمان، حضرت مولانا امداداللہ، حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، رانا محمد انور، مولانا عبیداللہ خالد جامعہ فاروقیہ، مولانا محمد اعجاز، حضرت مولانا صاحبزادہ محمد سعید تشریف لاچکے تھے۔

معلوم ہوا کہ وزیرداخلہ سندھ نے ملاقات کے لئے ساڑھے گیارہ بجے دن بلایا ہے۔ چنانچہ متذکرہ حضرات ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔

مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی اور فقیر راقم علماء میٹنگ میں شریک ہوئے۔ ہر چند کہ گذشتہ روز عشاء کے قریب صرف فون پر اطلاع کی گئی تھی۔ کوئی دعوت وایجنڈا نہ بھجوایا جاسکا۔ لیکن تمام اہم دینی مدارس کے نمائندگان اجلاس میں شریک ہوئے۔ اس سے بہت ہی حوصلہ ہوا۔ طے ہوا کہ ۱۰؍محرم کے بعد بڑا، بھرپور تمام مکاتب فکر کا نمائندہ اجلاس بلایا جائے۔ اتنے میں وزیرداخلہ سے ملاقات کے لئے جانے والا وفد بھی تشریف لایا۔ انہوں نے بھی مثبت ملاقات کے نتائج سے باخبر کیا۔ ظہر کی نماز تک اجلاس جاری رہا۔

ظہر کے بعد رینجرز و پولیس کی ہائی کمان ملاقات کے لئے دفتر آئی۔ ان کا اصرار تھا کہ پریس کانفرنس ملتوی کی جائے۔ حالات میں تلخی ہے۔ امن کا تقاضہ ہے۔ ہمارے حضرات نے ان پر واضح کیا کہ اطمینان رکھیں۔ پریس کانفرنس تو کسی قیمت پر ملتوی نہ ہوگی۔ ہم اعلان سے قبل تو بار بار سوچتے ہیں کہ یہ اعلان کریں یا نہ کریں۔ لیکن جب اعلان ہو جائے تو ملتوی کرنا وہ کوئی اور ہوگا۔ ہم سے اس کی توقع نہ رکھیں۔ پریس کانفرنس ہوئی۔ اس کا متن یہ ہے۔

پریس کانفرنس کا متن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، جمعیت علماء اسلام کراچی کے امیر قاری محمد عثمان، مولانا عبدالکریم عابد، مولانا اقبال اللہ، قاری محمد اقبال۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے دنیا بھر میں فتنہ قادیانیت کے خلاف برسر پیکار ہے۔ پاکستان میں تمام مکاتب فکر کی تائید وحمایت سے نہ صرف ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو تمام مکاتب فکر کے زعماء نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا بلکہ آج تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام مکاتب فکر کی تائید سے اس عظیم مشن کی تکمیل کے لئے میدان عمل میں ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا فرقہ واریت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے ہر دور اور ہمیشہ فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے اسی جذبہ سے جدوجہد کی ہے، جس سے جذبۂ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک چلائی جارہی ہے۔

یکم محرم کو کراچی میں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے کے لئے باب رحمت مسجد پر شرپسندوں اور ملک دشمن عناصر نے حملہ کر کے نہ صرف مسجد کے تقدس کو پامال کیا بلکہ تمام دفتری عملہ اور حسب معمول اتوار کے روز کی مجلس ذکر کے درجنوں لوگوں دفتر میں موجود فیملی گھروں کو محصور کر رکھا جس سے بہت بڑے خون خرابے کا اندیشہ تھا کہ فوری طور پر رینجرز اور پولیس کی بھاری نفری نے حالات پر قابو پانے کے لئے اقدامات کئے، جس کے بعد رات ۸ بجے سے پوری مسجد اور دفتر ختم نبوت کا کنٹرول رینجرز اور پولیس نے سنبھال کر ختم نبوت کے پورے دفتری عملہ کو بشمول فیملی وخواتین اور بچوں کے درخشاں تھانہ لے جا کر بند کر دیا، بعد ازاں مذاکرات کے بعد چونکہ مجلس ختم نبوت کا ایسے کسی بھی واقعہ سے تعلق نہیں تھا پورے عملہ فیملی اور مجلس ذکر کے شرکاء کو رہا کر دیا گیا۔ لہٰذا آج اس سانحہ سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کے لئے کراچی کے اکابر علماء کرام کا ایک نمائندہ اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر صاحبزادہ عزیز احمد کی صدارت میں منعقد ہوا۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ جمعہ ۲ ردسمبر کو کراچی بھر میں سانحہ نمائش کے خلاف یوم احتجاج منایا جائے گا۔ ائمہ مساجد اور خطباء نماز جمعہ کے اجتماعات میں مسجد باب الرحمت کے تقدس کی پامالی اور جلاؤ گھیراؤ کی مذمتی قراردادیں منظور کرائیں گے۔

اجلاس میں اس سانحہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے عوام سے پُرامن رہنے کی اپیل کی۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ سانحہ نمائش کی عدالتی تحقیقات کروا کر ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ ملک اور اسلام دشمن

عناصر شہر کے امن کو تباہ کرنے کی ناپاک سازش نہ کرسکیں۔ اجلاس میں مسجد کے تقدس کو پامال کرنے، جلاؤ گھیراؤ کی شدید مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ دفتر ختم نبوت میں کئے گئے نقصانات کا ازالہ کرتے ہوئے درج ذیل مطالبات کو فوری منظور کیا جائے۔ ورنہ تمام مکاتب فکر کا اجلاس طلب کرکے آئندہ کا لائحہ عمل ہماری مجبوری ہوگی۔

مطالبات

۱...... اس سانحہ کی اعلیٰ سطحی تحقیقات کر کے شرپسند عناصر کو بے نقاب کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

۲...... دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت واقع پرانی نمائش کے احاطے کے اردگرد مضبوط اونچی دیوار لگا کردی جائے۔

۳...... بوقت سانحہ دفتر میں موجود عملہ اور محفل ذکر میں شریک احباب کے مالی نقصان کی فی الفور تلافی کی جائے۔

۴...... مستقل بنیادوں پر ہمہ وقتی مکمل سیکورٹی کا انتظام خصوصاً محرم اور ربیع الاول کی کسی بھی ریلی جلسہ یا جلوس کی صورت میں کیا جائے۔

۵...... دفتر ختم نبوت کے عملہ اور مجلس ذکر میں موجود افراد سے رینجرز نے موبائل فون لے لیے تھے وہ تمام واپس کروائے جائیں۔

۶...... دفتر کی پارکنگ میں موجود جن چار گاڑیوں اور ۴۲ موٹر سائیکلوں کو جلایا گیا، ان کا معاوضہ ادا کیا جائے۔

۷...... ۲۷ر نومبر ۲۰۱۱ء یکم رمحرم ۱۴۳۳ھ کو انتظامیہ نے عملہ کو دفتر ختم نبوت سے بے دخل کیا، اور مسجد سمیت پورے دفتر اور فیملی گھروں کو اپنے کنٹرول میں لے لیا اور اس کے بعد دفتر ختم نبوت کے مرکزی ہال کے دروازے کا تالہ توڑا اور اندر کے دروازوں، گھروں کے دروازوں اور گھر میں موجود الماریاں اور بکسے وغیرہ توڑ کر ان میں سے نقدی، لیپ ٹاپ، قیمتی اشیاء، زیورات اٹھا لیے گئے، تمام نقصانات کا تدارک کیا جائے۔

۸...... ۲ر دسمبر جمعہ کو خطباء میں اس شرپسندی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں گے اور فرقہ واریت سے شہر کو بچانے کی اہمیت پر خطاب کیا جائے گا۔

پریس کانفرنس سے کچھ وقت پہلے شیعہ قیادت کا فون آیا کہ ہم اس واقعہ پر اظہار ہمدردی کے لئے دفتر آنا چاہتے ہیں۔ ہم اس سانحہ سے اظہار لاتعلقی کرتے ہیں۔ گھیراؤ کرنے والے شرپسند تھے۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پر ان حضرات کا اس ہمدردی پر شکریہ ادا کیا گیا۔

آج کے دن بعض اخبارات میں اہل سنت جماعت کی طرف سے اشتہار شائع ہوا کہ جینا ہوگا، مرنا ہوگا، دھرنا ہوگا، دھرنا ہوگا۔ ۲ر دسمبر جمعہ کو اس پرانی نمائش چورنگی پر دھرنا کا اعلان تھا۔ پریس کانفرنس کے بعد جناب مولانا محمد رضوان، حافظ محمد عمران برادران تشریف لائے کہ ابھی شیعہ حضرات کے مقررنے سٹیج پر اعلان کیا ہے۔ ہم نے خود سنا ہے کہ آدمی بھی ہمارے مرے ہیں۔ وہ قاتل ہیں۔ دھرنا بھی وہی دینا چاہتے ہیں۔ تو ہم تیار ہیں۔ اب دھمکیاں نہ دیں۔ کل پوری تیاری کرکے آئیں۔ ہم بھی وہاں ان کا انتظار کریں گے۔ صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا ہے۔ اب وہ ضرور آئیں۔ یہ دونوں بھائی بہت پریشان کہ ادھر دھرنے کا اعلان، ادھر تیار رہنے کا اعلان۔ کل کیا ہوگا۔ دفتر کی سیکورٹی کے لئے فکر کرنا چاہئے۔ فقیر نے مسکرا کر کہا کہ اطمینان رکھیں۔ کچھ نہیں ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ وہ کیسے؟۔ فقیر

نے عرض کیا کہ رات کسی ایک آفیسر کا فون آئے گا۔ ادھر دھرنا ملتوی ہو جائے گا۔ نہ تو من تیل ہوگا۔ نہ رادھا ناچے گی۔ چنانچہ اگلے دن یہی ہوا کہ دھرنا ملتوی ہو گیا۔ جو عزیز محض دین کے حوالہ سے آئے اور گرفتار ہوئے۔ بے قصور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو رہائی نصیب فرمائے۔ جو قصور وار ہیں۔ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ انہیں قانون کے سپرد کریں۔ کسی پر زیادتی نہ ہونی چاہئے۔

یکم رد سمبر شام تک جن حضرات کی وجہ سے ہم ابتلاء کی اس بھٹی سے گزرے ان کی طرف سے رسمی ہمدردی کے دو بول بھی نہیں سنے۔ جیتے رہو شیر دل بہادر ایسے کیا کرتے ہیں۔ ۲ر دسمبر کی صبح ایک دوست کا فون آیا۔ اس پر فقیر نے یہ شکوہ نوٹ کرایا۔ اس کے بعد کسی کا کسی ہمارے بزرگ کو فون آئے تو وہ بعد از مرگ واویلا والی بات ہوگی۔ وہ اور ہوں گے جن کو تم سے امید وفا ہوگی۔

فقیر ۲ر محرم الحرام کو واپس آ گیا۔ صاحبزادہ صاحب بھی واپس تشریف لے گئے۔ ۷ر محرم کو گورنر سندھ نے ملاقات کے لئے بلایا۔ رفقاء گئے۔ انہوں نے وعدے فرمائے۔ کمشنر صاحب نقصانات کے تخمینہ کی تعیین کے لئے تشریف لائے۔ آگے جو اللہ رب العزت کو منظور ہوگا۔ اس تحریر کے وقت آج ۸ر محرم الحرام ہے۔ ۹، ۱۰ر محرم درمیان میں باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ پورے ملک سمیت کراچی کو فرقہ واریت کی لعنت سے محفوظ فرمائیں۔

پیشگی دل میں جو خدشہ ہے عرض کئے دیتا ہوں کہ وفاقی وزیر داخلہ جناب رحمان ملک جہاں تخریب کاری ہو فوراً کالعدم لشکر جھنگوی یا کالعدم سپاہ پر الزام دھر دیتے ہیں۔ لیکن اس واقعہ کو انہوں نے غیر ملکی سازش قرار دیا ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ نادیدہ قوتوں نے اب پھر دونوں پہلوانوں کو میدان میں اترنے کا گرین سگنل دے دیا ہے۔ خاکم بدہن۔ اللہ تعالیٰ فرقہ واریت کے عفریب سے ہمارے ملک کی حفاظت فرمائیں۔ لیجئے! یہاں تک ۹ر محرم کو پروف پڑھ چکا تھا تو جھنگ سے ایک افسوسناک اطلاع ملی۔ ایران کا امریکی ڈرون کو گرا دینا برطانیہ وایران کا ایک دوسرے کے سفیروں کو باہر نکال کرنا۔ سعودیہ کے حضرات کا مختلف لوگوں کو بلا کر میٹنگز کرنا وغیرہ۔ کڑیوں کو ملایا جائے۔ بلوچستان کی صورتحال کو سامنے رکھا جائے۔ پاکستان میں میموسکینڈل سے توجہ ہٹانے کے لئے نیا ایشو درکار ہے۔ غرض اندرون وبیرون کے حالات غمازی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک عزیز کو نئی آفت سے بچادیں۔ وما ذالك على الله بعزيز!

قارئین کرام! آپ کا ہمارا دین کا رشتہ ہے۔ ساری زندگی بزرگوں سے یہی پڑھا ہے کہ جسے حق سمجھا على الاعلان على رغم الانف الاعداء ! برملا کہا اور اب بھی عرض کرتا ہوں کہ گولی، اور گالی مسئلہ کا حل نہیں۔ ٹھنڈے دل سے مسائل کا حل تلاش کیا جانا چاہئے۔ اسی میں ملک وملت کی خیر خواہی مضمر ہے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے نام تک نہ ہوگا تمہارا ناموں میں
اور داستان تک نہ ہوگی تمہاری داستانوں میں

اوّل وآخر، دوست ودشمن، اپنے پرائے، سب سے یہی درخواست ہے۔ سمجھ آجائے تو شکریہ! نا سمجھ آئے تو دیوار پر ماردی جائے۔ ہم رہیں نہ رہیں اللہ تعالیٰ ملک عزیز کی حفاظت فرمائیں۔ آمین ۰ بجاه النبي الكريم!

فقیہہ امت سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ!

مولانا محمد عثمان سلیم!

نام ونسب

آپ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوعبدالرحمٰن اور ابن ام عبد ہے۔ آپ کے والد کا نام مسعود ہے۔ آپ کے والد مسعود کا زمانہ جاہلیت میں انتقال ہو گیا تھا۔ البتہ آپ کی والدہ ام عبد مسلمان ہوئیں۔ اس لئے ماں کی جانب بھی نسبت کی جاتی ہے۔ آپ حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں ابن ام عبد سے زیادہ مشہور ہوئے تھے اور کبھی آپ کو عبداللہ بن مسعود اور کبھی صرف عبداللہ کہا جاتا ہے۔ اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں عبداللہ نام کے ۲۳۷ حضرات ہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود چھٹے نمبر پر اسلام لانے والے ہیں۔ (اشرف الہدایہ)

حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شریک رہے۔ پھر مدینہ طیبہ میں بھی حاضر ہوئے۔ گویا کہ تیسری مرتبہ ہجرت کی۔

دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شرکت فرمائی۔ اسی طرح غزوہ احد کے پریشان کن احوال میں بھی ثابت قدم رہے اور غزوہ حنین میں بھی رسالت مآب ﷺ کے اردگرد جاں نثاری کے جوہر دکھلاتے رہے۔ عہد فاروقی ۱۵ھ میں یرموک کی فیصلہ کن جنگ میں شریک ہوئے۔ قرآن کریم کی آیت ''الذین استجابوا اللہ والرسول ''جن اٹھارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ان میں ایک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

قبول اسلام

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں اپنی جوانی میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کا ابھی تک نر سے میل نہ ہوا ہو۔ میں نے کہا ہاں میں ایسی بکری لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اس بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی، تھن دودھ سے بھر گیا۔ آپ ﷺ نے دودھ نکالا خود نوش فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا۔ پھر میں نے پیا۔ پھر آپ ﷺ نے تھن کو حکم دیا سکڑ جا وہ سکڑ گیا۔ اس کے بعد میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی مجھ کو بھی اس کی تعلیم دیجئے۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنے پاس رکھ لیا۔

انہوں نے بھی ہادی عالم ﷺ کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ سفر وحضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے۔ طہارت کے لئے پانی اور مسواک وغیرہ کی خدمت آپ ہی کے ذمہ تھی۔ نعلین مبارک اتارنے اور پہنانے کا شرف آپ ہی کو حاصل تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ جوتے اتارتے تو آپ انہیں اپنے کلائیوں یعنی آستین کی جیبوں میں

ڈال لیتے تھے۔ایک موقع پر نبی اقدس ﷺ نے آپ کے سر پر دست شفقت پھیرتے فرمایا تھا۔’’انك غليم معلم‘‘ بے شک تو تو نوعمر ہے۔لیکن قدرت کی طرف سے تجھے بہت علم دیا جائے گا۔

دولت کدہ میں بکثرت حاضری

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے۔ایک مدت تک ہم یہی خیال کرتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خاندان نبوت کے ایک فرد ہیں۔اس وجہ سے کہ یہ اور ان کی والدہ بکثرت حضور ﷺ کی خدمت میں آتے جاتے رہتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

چونکہ اس قسم کی حاضری عموماً خاندان والوں ہی کی ہوتی ہے۔غزوہ بدر کے موقع پر جب اللہ کے دشمن ابوجہل کو دو نوعمر صحابیوں نے زخمی کر دیا تو حضور ﷺ نے آپ ہی کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔آپ نے اس امت کے فرعون کو قتل کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔حضور ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی۔

سنت اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ

نبی اکرم ﷺ کی خصوصی توجہ اور علمی وعملی ذوق شوق اور جذبہ اتباع سنت کی وجہ سے ان کا یہ حال تھا کہ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے غرض ہر چیز میں نبی کریم ﷺ کی ہر ادا کو اختیار فرماتے تھے۔جب عبدالرحمٰن بن یزید نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اعمال واخلاق وسیرت کے اعتبار سے حضور ﷺ سے زیادہ قریب کون ہے تاکہ ہم ان سے استفادہ کریں۔تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے علم میں سکینت وقار، حسن سیرت، استقامت اور دینی امور میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی صحابی آپ ﷺ سے زیادہ اقرب واشبہ نہیں ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات

۱...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔عبداللہ بن مسعود، سالم مولی ابی حذیفہ، ابی بن کعب، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم۔اس حدیث کے راوی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان چاروں میں نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔اس لئے میں ان سے ہمیشہ محبت کرتا رہوں گا۔ (بخاری شریف ج۱)

۲...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔انبیاء سابقین میں نبی کے سات رفیق ہوا کرتے تھے۔مجھے اللہ نے چودہ رفیق عنایت فرمائے۔ان میں عبداللہ بن مسعود کا بھی نام ہے۔

’’قال رسول الله ﷺ انه لم يكن نبي الا وقد اعطى سبعة نجباء رفقاء وزراء واني اعطيت اربعة عشرا حمزه، ابو بكر، عمر، علي، جعفر، حسن، حسين، ابن مسعود، ابوذر، مقداد، حذيفه، عمار، سلمان (سيرا علام النبلاء)‘‘

۳...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ’’ليس على الذين أمنوا

وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا...... الخ!“﴾ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان پر اس بارے میں کوئی گناہ نہیں کہ انہوں نے کھایا پیا۔ جب کہ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔ پھر تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے۔ پھر تقویٰ اختیار کیا اور نیک اعمال میں لگے اور اللہ اچھے عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔﴾ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم انہی لوگوں میں سے ہو۔

۴...... ”عن علی ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لو کنت مؤمراً احداً من غیر مشورة لامرت ابن ام عبد (ترمذی)“

۵...... حضرت سارة بنت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”والذی نفسی بیده ان عبداللہ اثقل فی المیزان یوم القیامة من احد“ (سیر اعلام النبلاء ص۳۰۱)

۶...... اسی طرح ترمذی شریف میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے۔ ”تمسکوا بعهد ابن ام عبد“ یعنی تم عبداللہ بن مسعود کی وصیت کی پابندی کرو۔

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے ارشاد فرمایا۔ عبداللہ بن مسعود کا وزن اپنے اعمال کی وجہ سے میزان میں پہاڑ سے بھی زیادہ ہوگا۔ (اصابہ ج۲ص۳۷۰)

ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ عبداللہ بن مسعود ؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے سورۃ نساء شروع کر رکھی تھی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ بھی ہمراہ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن مجید کو اس طرح سے پڑھنا چاہے جس طرح کہ نازل ہوا تھا وہ عبداللہ بن مسعود ؓ کی قرأت کے مطابق پڑھے۔ پھر جب عبداللہ بیٹھ کر دعا کرنے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اب دعا کرو جو مانگو مل جائے گا تو انہوں نے یہ دعا کی: ”اے اللہ میں تجھ سے ایمان مانگتا ہوں۔ جس کے بعد ارتداد نہ آئے۔ ایسی نعمتیں مانگتا ہوں جو منقطع نہ ہونے پائیں اور جنت الخلد کے اعلیٰ مقام میں تیرے نبی ﷺ کی رفاقت مانگتا ہوں۔“ (کاروان جنت بحوالہ استیعاب ص۳۷۲)

صاحب مشکوٰۃ اپنی کتاب الاکمال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں: ”وشهد له رسول اللہ ﷺ بالجنة“

۷...... ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”رضیت لا متی مارضی لها ابن ام عبد“ (سیر اعلام النبلاء)

قرآن اور ابن مسعود ؓ

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کو قرآن کریم سناؤں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو کیا قرآن سناؤں۔ قرآن تو خود آپ پر نازل ہوا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں دوسرے کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے سورۃ نساء سے پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ”فکیف اذ جئنا من کل امة بشهید“ تک پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے روک دیا

اور فرمایا بس کافی ہے۔ میں آپ ﷺ کی طرف دیکھنے لگا آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(بخاری ومسلم)

۲...... ایک دن دارارقم میں مشورہ ہوا کہ ابھی تک مشرکین مکہ کو قرآن مجید بلند آواز سے نہیں سنایا گیا۔ انہیں قرآن مجید سنانا چاہئے۔ اس کام کے لئے اپنے آپ کو کون پیش کرے گا۔ ابن مسعودؓ نے یہ خدمت سرانجام دینے کے لئے اپنا نام پیش کیا۔ صحابہ کرامؓ اور رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں تأمل ہوا۔ کیونکہ ان کی پشت پر کوئی طاقتور قبیلہ یا خاندان ایسا نہیں تھا جو ان کی حفاظت کرے۔

تاہم ابن مسعودؓ نے اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر پیش کر دیا۔ یہ نوعمر لڑکا حرم میں پہنچا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ مشرکین مکہ اپنے اپنے گھروں میں موجود تھے۔ جب سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کی آواز ان کے کانوں میں گونجی تو یکے بعد دیگر گھروں سے نکل آئے اور یہ دیکھ کر برہم ہوگئے کہ اس ام عبد کی یہ جرأت کہ اعلانیہ محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی تلاوت کر رہا ہے تو ابن مسعودؓ کے منہ پر طمانچہ مارنے شروع کر دیئے۔ لیکن عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی مار کی پروا کئے بغیر سورۃ الرحمٰن مکمل کی۔

مشرکین کو جب قرآن سنا کر دارارقم واپس آئے تو صحابہ اور حضور ﷺ یہ حال دیکھ کر رنجیدہ ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا آپ کو بہت تکلیف اٹھانا پڑی ہے۔ ابن مسعودؓ نے عرض کیا خدا کی قسم میرے دل سے ڈر اور خوف ایسے نکل گیا کہ یہ لوگ مجھے بہت ہلکے دکھائی دینے لگے ہیں۔ اب جب حکم ہو بے خوف تلاوت سنانے کو تیار ہوں۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اونچی آواز سے مکہ میں قرآن کی تلاوت کرنے والے سب سے پہلے عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ج۳)

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کی کوئی جو بھی سورت نازل ہوئی میں جانتا ہوں جس بارے میں نازل ہوئی۔ اگر میرے علم میں یہ باتیں آتی کہ کوئی شخص اللہ کی کتاب کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (اور) اس تک اونٹ اور سواریاں جاتی تو سب سے پہلے اس کے پاس پہنچ جاتا۔ (طبقات ابن سعد جز۲)

ایک دفعہ حضرت ابن مسعودؓ بیمار ہوئے تو حضرت عثمان ذی النورینؓ نے عیادت کی۔ پوچھا: ''ماتشتکی؟'' آپ کیا تکلیف محسوس کرتے ہیں؟ فرمایا ''ذنوبی'' مجھے اپنے گناہوں کی تکلیف کا احساس ہے۔ پوچھا: ''فما تشتھی؟'' آپ کی کیا خواہش ہے؟ فرمایا: ''رحمة ربی'' میں اپنے پروردگار کی رحمت کا خواستگار ہوں۔ پوچھا: ''الا امرلك بطبیب؟'' آپ کے لئے کسی طبیب کا انتظام نہ کردوں؟ فرمایا: ''الطبیب امرضنی'' میرے لئے کیا طبیب کا انتظام کریں گے۔ اصل طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے۔ پوچھا: ''الا امرلك بعطاء؟'' آپ کے لئے کچھ رقم کا بندوبست کردوں؟ فرمایا: ''لا حاجة لی فیه'' یعنی مجھے ضرورت نہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ آپ کو ضرورت نہ سہی آپ کے بعد آپ کے بچیوں کے کام آئے گی۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ آپ کو میری بیٹیوں کے بارے میں فقر کا اندیشہ ہے؟ ایسی بات نہیں

ہوگی۔ کیونکہ میں نے انہیں روزانہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھنے کی تلقین کی ہوئی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''من قرا سورۃ الواقعۃ کل لیلۃ لم تصبہ فاقۃ ابدا'' یعنی جس نے ہر رات سورۃ الواقعہ پڑھی اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔

حضرت عمرؓ کے نزدیک حضرت ابن مسعودؓ کا مقام

حضرت عمرؓ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا۔ جس کا قد بیٹھے ہوئے آدمی کے برابر تھا۔ حضرت عمرؓ کچھ دیر ان سے گفتگو کرتے رہے۔ پھر وہ چلے گئے تو عمرؓ نے فرمایا یہ ابن مسعودؓ ہیں۔ یہ ظرف ہیں علم سے بھرا ہوا، یہ ظرف ہیں علم سے بھرا ہوا۔ حضرت عمرؓ نے جن چار آدمیوں کو مدینہ سے باہر جانے سے منع کر رکھا تھا اور ان کو بطور مفتی اور مشیر اپنے پاس رکھا ہوا تھا ان میں جو دو اہم شخص تھے وہ حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ چونکہ خلافت کا دائرہ وسیع ہو رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: نت نئے مسائل آجاتے ہیں۔ میں اکیلا یہ سب کام نہیں کرسکتا۔ اس لئے آپ حضرات میرے پاس رہیں اور ان جدید مسائل کو حل کرنے میں میری مدد کریں۔

جب حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا کوفہ میں تقرر فرمایا تو اہل کوفہ کو تحریر کیا کہ بے شک میں نے عمار بن یاسر کو تمہارا امیر اور عبداللہ بن مسعود کو استاد اور وزیر بنا کر بھیجا ہے اور بیت المال کی ذمہ داری بھی عبداللہ بن مسعود کے سپرد کی ہے۔ یہ دونوں حضور ﷺ کے صحابہ میں خاص عظمت وشرف کے حامل ہیں۔ ان کی سنو اور مانو۔ اسی طرح ایک موقع پر ارشاد فرمایا میں اپنے جگر کا ٹکڑا کاٹ کر کوفہ والوں کو دے رہا ہوں۔

حضرت علیؓ کے نزدیک حضرت ابن مسعودؓ کا مقام

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ابن مسعودؓ نے قرآن پڑھا۔ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا وہ سنت کے عالم اور دین کے فقیہ ہیں۔ حضرت علیؓ جب کوفہ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں سے ملے۔ ان کے علمی کارنامے دیکھے تو فرمایا اللہ، عبداللہ بن مسعودؓ پر رحم فرمائے۔ انہوں نے کوفہ کو علم سے بھر دیا۔

ارشادات عالیہ

''قال عبداللہ بن مسعودؓ: لیس العلم بکثرت الحدیث ولکن العلم عن کثرت الخشیۃ'' صرف کثرت روایت کا نام علم نہیں ہے۔ جب تک علم کے ساتھ ساتھ خشیت الٰہی نہ ہو۔

''وقال عبداللہ بن مسعودؓ فی خطبۃ'' ایک موقع پر آپؓ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

''ان اللہ عزوجل ربنا ۰ وان الاسلام دیننا'' اللہ رب العزت ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے۔

''وان القرآن امامنا وان البیت قبلتنا'' اور قرآن ہمارا دستور ہے۔ بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے۔

''وان ھذا نبینا'' اور یہ ہمارے نبی ﷺ ہیں۔

''وما الی النبی ﷺ رضینا مارضی اللہ لنا ورسولہ وکرھنا ماکرہ اللہ لنا ورسولہ'' اور نبی ﷺ کی طرف اشارہ کیا۔ ہم نے پسند کیا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے لئے پسند کیا

اور ہم نے ناپسند کیا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے لئے ناپسند کیا۔

فقہ حنفی کا ماٗخذ

جیسا کہ پہلے گزرا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بطور مفتی اور مشیر جن حضرات کو اپنے پاس ٹھہرایا۔ ان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں حضرت علقمہ، علقمہ کے شاگرد ابراہیم نخعی، حضرت ابراہیم نخعی کے شاگرد حضرت حماد اور حماد کے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ تو گویا فقہ حنفی کا سرچشمہ اور مورث اوّل ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

انہوں نے کوفہ کو جو علم سے بھرا تھا یہ تمام علوم نبی ﷺ کے شہر مبارک سے مراد رسول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں آئے تھے اور اسی کوفہ میں علمی ماحول کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعا دی تھی۔

''رحمہ اللہ ابن ام عبد قد ملاء ھذہ القریۃ علما'' کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فقہ کا کھیت بویا اور علقمہ نے اس کو پانی دے کر سیراب کیا۔ ابراہیم نخعی نے اس کو کاٹا اور حماد نے اسے گاہا۔ امام صاحب نے اس کا آٹا پیسا اور امام ابویوسف نے اس کو گوندھا۔ امام محمد نے اس کی روٹیاں پکائیں اور تمام لوگ کھا رہے ہیں۔

چونکہ کوفہ عرصہ دراز تک اسلامی علوم اور فقہ حنفی کا سرچشمہ رہا۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کوفہ کی علمی مرکزیت کا بھی کچھ تذکرہ دیا جائے۔

کوفہ کی علمی مرکزیت

تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے جب عراق فتح کیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ ۱۷ھ میں کوفہ تعمیر کیا گیا۔ اس کے اطراف وجوانب میں فصحائے عرب آباد کئے گئے۔ اس شہر کے آباد ہونے کے بعد بڑی تعداد میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہاں تشریف لائے۔

علامہ ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ستر بدری اور تین سو بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوفہ میں تشریف فرما ہوئے تھے۔''

عبدالجبار بن عباس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ''میرے والد نے محدث مکہ حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مسائل دریافت کئے تو انہوں نے پوچھا تمہارا مکان کہاں ہے۔ عباس نے کہا کوفہ میں۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ نے تعجب سے فرمایا تم مجھ سے مسائل دریافت کرتے ہو۔ حالانکہ مکہ میں علم کوفہ سے ہی آیا ہے۔

علمائے کوفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کوفہ میں ورود ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ وہاں پر لوگوں کو فقیہ بنانے میں مصروف تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جامع مسجد کوفہ میں آکر دیکھا تو چار سو کے قریب دواتیں رکھی ہوئی تھیں۔ طلباء کتابت علم میں مصروف تھے۔ یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ نے

فرمایا:''لقد ترك ابن ام عبد هؤلاء سرج الكوفه''یعنی ابن ام عبد(ابن مسعودؓ) نے ان لوگوں کو کوفے کا چراغ بنا دیا۔

کوفہ کا مقام امام احمد بن حنبل ؒ کے نزدیک

ایک دفعہ امام احمد بن حنبل ؒ سے ان کے صاحبزادے عبداللہ نے دریافت کیا کہ آپ کی رائے میں طالب علم کو کیا کرنا چاہئے۔ آیا ایک ہی استاد کی خدمت میں رہ کر اس سے حدیثیں لکھتا رہے یا ان مقامات کا رخ کرے جہاں علم کا چرچا ہے اور وہاں جا کر علماء سے استفادہ کرے۔ امام احمدؒ نے جواب دیا۔ وہ سفر کرے اور کوفیوں، بصریوں، مدینہ اور مکہ والوں سے احادیث سیکھے۔

مقام کوفہ امام بخاری ؒ کے نزدیک

امام بخاری ؒ فرماتے ہیں کہ میں شام، مصر اور جزیرہ دو مرتبہ گیا۔ بصرہ چار مرتبہ گیا۔ حجاز مقدس میں چھ سال مقیم رہا اور کوفہ و بغداد میں محدثین کے ساتھ مجھے کتنی مرتبہ جانا ہوا یہ تو میں شمار نہیں کرسکتا۔ (غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں بحوالہ ہدی الساری)

وفات

ایک دفعہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں اور ابن مسعودؓ کو فرما رہے ہیں۔ میرے پاس آجاؤ۔ اس شخص نے یہ خواب سنایا تو آپؓ نے فرمایا۔ اب وقت قریب ہے۔ اتنے میں حضرت عثمانؓ نے مدینہ بلا لیا۔ آتے ہی بیمار ہوئے۔ زبیر بن عوامؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو اپنی بچیوں اور دیگر معاملات کی وصیت فرمائی۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔

سیدنا عثمان غنیؓ نے جنازہ پڑھایا۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ ساٹھ سال سے زائد عمر پائی۔ اپنی وفات سے دو سال قبل بیت المال سے وظیفہ لینا ترک کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کل آٹھ سو اڑتالیس حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے ۶۴ متفق علیہ ہیں۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ!

حضرت مولانا حافظ خدا بخش کروڑی کا وصال

تنظیم اہل سنت کے مرکزی مبلغ مولانا حافظ خدا بخش کروڑی کے وصال سے تنظیم اہل سنت ہی نہیں بلکہ تمام اہل سنت کی جماعتیں حضرت کی شفقت سے محروم ہوگئیں۔ مولانا کی تبلیغ سے ہزاروں مسلمانوں کی زندگیاں بدل گئیں۔ کئی حضرات نماز باجماعت کے پابند ہوگئے۔ کئی حضرات نے داڑھیاں رکھ لیں۔ کئی حضرات چوری اور جھوٹ سے توبہ تائب ہوگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالستار حیدری نے ان کے گھر جا کر ان کے لواحقین سے تعزیت کی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین!

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ!

پروفیسر یوسف سلیم چشتی!

آپ کے آباؤ اجداد نہاوند کے باشندے تھے۔لیکن ان کے والدین نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ غالباً ۲۱۵ھ میں اسی شہر میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے بیس سال کی عمر تک دینی علوم کی تعلیم حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہو جانے کے بعد تصوف کی طرف مائل ہوگئے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میرے ماموں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا: ''آج کل کس کی مجلس میں بیٹھتے ہو؟'' میں نے حضرت حارث المحاسبی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا تو کہنے لگے: ''ان سے علم تصوف تو ضرور حاصل کرو۔مگران کے عقلی علوم اوران مباحث کلامیہ سے اجتناب کرنا جو وہ معتزلہ کے رد میں اپنے شاگردوں کو سکھاتے ہیں۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں ایسا محدث بنائے جو علم تصوف سے بھی آگاہ ہو۔نہ کہ ایسا صوفی جو علم حدیث سے آشنا ہی نہ ہو۔''

جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر اپنے ماموں کی نصیحت کو مدنظر رکھا۔ چنانچہ وہ خود کہتے ہیں: ''میں نے پہلے حدیث اور فقہ حاصل کیا۔اس کے بعد المحاسبی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اٹھائی اور یہی میری کامیابی کا راز ہے۔کیونکہ علم تصوف کو قرآن اور سنت کے تابع رہنا چاہئے۔جس شخص نے تصوف سے پہلے قرآن حفظ نہ کیا ہو اور حدیث میں سند حاصل نہ کی ہو، اسے دوسروں کی رہنمائی کا حق نہیں ہے۔''

جنید رحمۃ اللہ علیہ کی یہی خصوصیت ہے جس نے انہیں ''سید الطائفہ'' بنادیا اور اسی لئے صوفیاء اور علماء دونوں نے انہیں اپنا مقتداء تسلیم کیا۔ان کے علم وفضل کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ ان کے ایک ہم عصر معتزلی ابوالقاسم الکلبی نے ایک مجلس میں یہ کہا کہ: ''میں نے بغداد میں ایک ایسا شیخ طریقت دیکھا ہے جس کی نظیر میری نظر سے کہیں نہیں گزری۔''

جنید رحمۃ اللہ علیہ خود کہتے ہیں: ''میں نے جب اپنے ماموں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ہوش سنبھالا تو اسی وقت سے تصوف کی باتیں میرے کانوں میں پڑنے لگیں۔ میں جب سات برس کا تھا تو ایک دن چند صوفی میرے ماموں کے پاس بیٹھے شکر کے موضوع پر باتیں کر رہے تھے۔ میں صحن میں کھیل رہا تھا۔ماموں نے مجھے اپنے پاس بلایا اور پوچھا: ''تم بتا سکتے ہو کہ خدا کا شکر ادا کرنے کا مطلب کیا ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''شکر اسے کہتے ہیں کہ انسان اس خدا کی نافرمانی نہ کرے جو اسے ہر قسم کی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ جو شخص نافرمان ہے وہ ناشکرا ہے۔'' یہ جواب سن کر میرے ماموں نے کہا: ''اے بیٹے میں دعا کرتا ہوں کہ تمہاری زبان تمہارے لئے خدا کی نعمت بن جائے۔'' بہرحال حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ علم تصوف میں جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے شیخ ہیں۔

جنید رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت

جنید رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کی تشکیل دو باتوں کی رہین منت ہے۔ ان کی ذاتی صلاحیت وقابلیت اوران کے ماموں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت۔ انہوں نے جنید رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی صلاحیتوں کوابھارنے میں اپنی پوری توجہ اورکوشش صرف کی تھی اوراس جوہر قابل کی تربیت اس انداز سے کی کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کوتصوف کا امام بنادیا۔ اس فن میں ان کا وہی مرتبہ اور مقام ہے جو فقہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے۔ جب جنید رحمۃ اللہ علیہ کی عمر سات سال کی ہوئی تو انہوں نے اس طفل نوخیز کوعوام کے ساتھ اختلاط سے روک دیا۔ ان کی تعلیم کا آغاز اس طرح ہوا کہ جب علماء اور مشائخ سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں جمع ہوجاتے تھے تو وہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کواپنے پاس بٹھا کر سقراطی انداز میں ان سے سوالات کرتے تھے اوران کے جوابات کی تصحیح کرتے تھے۔ پھران سے کہتے تھے کہ اب جو گفتگو میں حاضرین مجلس سے کروں تم اسے غور سے سنو۔ آخر میں ان کا امتحان لیتے تھے۔

جب جنید رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال کے ہوئے تو باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوا۔ تحصیل فقہ کے بعد انہوں نے تمام مروجہ علوم میں مہارت حاصل کی اورتعلیم سے فارغ ہوکر ریشم کی تجارت کوذریعہ معاش بنایا۔ تاکہ کسی مرید کے آگے دست سوال دراز کرنے کی نوبت نہ آئے۔ ان کی زندگی میں ہراعتبار سے اعتدال کارنگ کارفرما تھا۔ ان کا مکان صوفیہ اور علماء کا مرکز توجہ بن گیا تھا۔ ناممکن تھا کہ کوئی عالم یا صوفی بغداد آئے اوران کی محفل میں شریک نہ ہو۔ اس زمانے کے صوفی عموماً سیاحت کیا کرتے تھے۔ مگر جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سفر حج کے علاوہ کوئی سفرنہیں کیا۔ حج کا جومفہوم ان کے ذہن میں جاگزین تھا اس کی وضاحت اس گفتگو سے ہوسکتی ہے۔ جو ان کے اورایک حاجی کے درمیان ہوئی۔ ایک دن ایک شخص ان سے ملنے آیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حج سے واپس آیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا: ’’کیا جب سے تم حج کے لئے گھر سے نکلے، گناہوں سے بھی مجتنب ہو؟‘‘ اس نے نفی میں جواب دیا۔ یہ سن کر جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ’’تم نے سفر ہی نہیں کیا۔‘‘

پھر پوچھا۔ دوران سفر میں جب تم کسی سرائے میں شب گزارنے کے لئے مقیم ہوئے تو تم نے اس رات کوئی مقام قرب طے کیا؟ اس نے کہا: ’’نہیں۔‘‘ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ’’توتم نے منزل بہ منزل سفر طے نہیں کیا۔‘‘

پھر پوچھا: ’’جب تم نے احرام باندھا تو سابقہ لباس کے ساتھ ساتھ انسانی صفات مثلاً خود بینی، تکبر، بغض، حسد، حرص وطمع کوبھی دور کیا؟‘‘ اس نے کہا: ’’نہیں۔‘‘ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ’’توتم نے احرام ہی نہیں باندھا۔‘‘

پھر پوچھا: ’’جب تم نے عرفات کے میدان میں وقوف کیا تو مراقبۂ ذات باری کیا؟‘‘ اس نے کہا: ’’نہیں۔‘‘ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ’’توتم نے وقوف ہی نہیں کیا۔‘‘

پھر پوچھا: ’’جب تم مزدلفہ گئے اوردلی آرزو حاصل کی تو تمام نفسانی خواہشات سے قطع تعلق کیا؟‘‘ اس نے کہا: ’’نہیں۔‘‘ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ’’توتم نے مزدلفہ ہی نہیں دیکھا۔‘‘

پھر پوچھا: ''جب تم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا تو جمال ذات باری کا مشاہدہ کیا؟'' اس نے کہا: ''نہیں۔'' جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''تو تم نے سرے سے طواف ہی نہیں کیا۔''

پھر پوچھا: ''جب تم نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو مقام صفاء حاصل کیا یا نہیں؟'' اس نے کہا: ''نہیں۔'' جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''تو تم نے سعی کی ہی نہیں۔''

پھر پوچھا: ''جب تم منیٰ میں آئے تو تم نے اپنی نفسانی خواہشات کو قربان کیا؟'' اس نے کہا: ''نہیں۔'' جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''تو تم منیٰ میں گئے ہی نہیں اور قربانی بھی نہیں کی۔''

پھر پوچھا: ''جب تم نے رمی جمار کی تو ان کنکریوں کے ساتھ اپنی نفسانی خواہشات کو بھی دل سے نکال کر دور پھینکا؟'' اس نے کہا: ''نہیں۔'' جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''تو تم نے رمی بھی نہیں کی اور حقیقت یہ ہے کہ تم نے سرے سے حج ہی نہیں کیا۔ واپس جاؤ اور دوبارہ حج کرو۔ جس طرح میں نے بتایا ہے۔ تاکہ مقام ابراہیمی حاصل کر سکو۔''

جنید رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ایک خادمہ تھی۔ جس کا نام زیتونہ تھا۔ وہ نہایت نیک اور وفادار تھی۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دوستوں کی خدمت بڑے خلوص سے کرتی تھی۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے نہایت اعلیٰ درجے کی صحت عطاء کی تھی۔ اکل وشرب میں حد درجہ محتاط تھے۔ اسی لئے ساری عمر بیمار نہیں ہوئے۔ چونکہ جسمانی طور پر بہت طاقتور تھے۔ اس لئے بعض لوگوں کو ان کے صوفی ہونے کا یقین ہی نہیں آتا تھا۔ انہوں نے ساری عمر خارزار سیاست سے اپنا دامن بچائے رکھا اور اس خیال سے کہ مبادا ارباب حکومت کو ان پر اعتراض کا موقع ملے۔ انہوں نے ساری عمر (عوامی خطبات) سے پرہیز کیا۔ (جس طرح ذیابیطس کا مریض شکر سے کرتا ہے) نہ ساری عمر کسی قرمطی (غالی شیعہ، سخت متعصب) کو اپنی محفل میں آنے دیا اور نہ خود کسی قرمطی سے ملنے گئے۔ ان کے زمانے میں منطق، فلسفہ اور الٰہیات میں ان دسیسہ کاروں کی بڑی شہرت تھی۔ لیکن جنید رحمۃ اللہ علیہ ان کی باطنی خباثت سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس لئے ان منافقوں سے ہمیشہ دور بھی رہے اور جب انہی زنادقہ اور ملاحدہ کی مخفی ریشہ دوانیوں اور فریب کاریوں کی بدولت تصوف بدنام ہوا اور مشکوک صوفیہ پر حکومت کا عتاب نازل ہوا اور داروگیر کا سلسلہ شروع ہوا تو جنید رحمۃ اللہ علیہ نے عدالت میں حاضر ہوکر صاف لفظوں میں اعلان کیا کہ: ''میں تو اصلاً ایک فقیہہ اور محدث ہوں۔ ہاں تزکیہ نفس کی اہمیت عوام پر واضح کرتا رہتا ہوں۔ میرا تصوف مقید بالکتاب والسنۃ ہے۔ جو بات قرآن اور حدیث سے ثابت نہ ہو وہ مردود ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ جب حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے ''انا الحق'' کا نعرہ بلند کیا تو جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے یہاں آنے سے منع کر دیا اور قطع تعلق کر لیا۔ ان کی زندگی کے آخری دور میں جب بعض صوفیہ کی غلط روش اور حد شرع سے بڑھی ہوئی گفتگو کی بناء پر علماء نے ان کے خلاف فتوے دیئے اور حکومت نے باز پرس کی اور مجرموں کو سزائیں دیں تو جنید رحمۃ اللہ علیہ بہت غمگین ہوئے اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ انہوں نے اپنے دوستوں اور شاگردوں کو نصیحت کی کہ تصوف کے وہی مسائل عوام کو سکھائیں جو مطابق شرع ہوں اور ایسا کوئی مسئلہ بیان نہ کریں جو ان کی سمجھ سے بالاتر ہو۔

(اخذ واختصار، تاریخ تصوف)

ماہ صفرالخیر کے شرعی احکام!

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم!

’’عن ابی ھریرۃؓ قال قال، رسول اللہ ﷺ لا عدویٰ ولا طیرۃ ولا صفر ولا ھامۃ (مسلم ج۲ ص۲۳۰) وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفاً بغیر حساب ھم الذین لا یسترقون ولا یتطیّرون وعلیٰ ربھم یتوکلون او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام (مشکوٰۃ ج۲ ص۴۵۲) ‘‘حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ:’’لا عدویٰ ‘‘ کہ بیماری کے متعدی ہونے کا خیال ٹھیک نہیں ہے کہ بیماری ایک سے دوسرے کو لگتی ہے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے۔’’ولا طیرۃ ‘‘اور یہ جو شگون لیتے ہیں پرندوں کو اڑا کر کہ فلاں پرندہ یوں اڑ جائے تو یوں ہو جائے گا۔ یوں اڑ جائے تو یوں ہو جائے گا۔ یہ بھی کوئی شئی نہیں ہے۔

’’ولا ھامۃ ‘‘اور یہ جو لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ الو ایک منحوس جانور ہے۔ جہاں آ جائے وہاں بربادی ہوتی ہے اور جہاں الو بولنے لگ جائے وہاں تباہی آ جاتی ہے۔ تو’’لا ھامۃ ‘‘اس کا بھی کوئی قصہ نہیں ہے۔’’ولا صفر ‘‘اور صفر بھی کچھ نہیں ہے۔ اس سے یہی صفر کا مہینہ مراد ہے۔ جو آپ گزار رہے ہیں۔

صفر کے متعلق جاہلانہ نظریہ

اصل تو تذکرہ آپ کے سامنے صفر کا ہی کرنا ہے۔ صفر کے مہینہ کے متعلق جاہلیت میں یہ ایک تصور تھا کہ یہ مہینہ منحوس ہے۔ منحوس کا معنی ہوا کرتا ہے کہ اس میں برکت نہیں ہے۔ بے برکتی ہے، نحس کا لفظ عربی میں برکت کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے۔ برکت کا معنی ہوتا ہے فائدہ، نفع، یہ چیز میرے لئے بڑی بابرکت ہے۔ یعنی مجھے اس سے بہت فائدہ پہنچا ہے اور نحس کا معنی ہوا کرتا ہے۔ بے برکتی، یہ وقت میرے لئے بہت بے برکت ہے۔ فلاں شخص میرے لئے بہت بے برکت ثابت ہوا تو ایسے وقت میں لفظ نحس کا بولا جاتا ہے۔

جیسے آپ اپنی زبان میں منحوس کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ منحوس کا معنی بے برکت کہ جس میں برکت کوئی نہ ہو اور اس سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے اس کو منحوس کہتے ہیں۔

صفر کے متعلق جاہلیت میں لوگوں کا خیال یہ تھا کہ یہ مہینہ منحوس ہے۔ اس میں مصیبتیں آتی ہیں۔ اس میں آفتیں آتی ہیں اور اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اس لئے جاہلیت میں اس مہینہ کو بڑا خطرناک سمجھا جاتا تھا اور منتظر رہتے تھے کہ یہ مہینہ کب ختم ہو، تو سرور کائنات ﷺ نے اس بات کی تردید کی۔’’لا صفر ‘‘کہہ کر کہ صفر کے متعلق تم نے یہ جتنے نظریات بنا رکھے ہیں اس کے منحوس ہونے کے متعلق کہ یہ بے برکت ہے۔ برکت والا نہیں ہے۔ یہ جاہلیت والی بات ہے۔ اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

کسی مہینہ کی ذات میں نحوست نہیں

اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینے بنائے اور ان بارہ مہینوں میں سے کوئی مہینہ بھی ایسا نہیں کہ جس کو شریعت نے بے برکت کہا ہو۔ برکت اور بے برکتی اللہ تعالیٰ نے نہ جگہ میں رکھی ہے نہ وقت میں رکھی ہے۔ نہ کسی جانور میں رکھی ہے اس کا تعلق کسی اور چیز سے ہے۔

بہرحال یہ تو اجمالی طور پر آپ حضرات کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ صفر کے مہینہ کے متعلق یہ عقیدہ کہ یہ مہینہ منحوس ہے۔ اس میں برکت نہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ دنوں میں سے کوئی دن منحوس نہیں۔ مہینوں میں سے کوئی مہینہ منحوس نہیں۔ قرآن کریم میں ''فی ایام نحسات'' کا لفظ آیا ہے۔ ''منحوس دنوں میں'' یہ لفظ قرآن کریم میں ہے۔ ایام کے ساتھ نحسات کا لفظ آیا ہے۔ آپ کو یہ مغالطہ نہ ہو کہ جب ایام کو نحسات کے ساتھ قرآن کریم نے تعبیر کیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دن منحوس تو ہیں۔

نحوست کا تعلق لوگوں کے احوال سے ہے

تو ایک طالب علمانہ بات ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ وہ ایام نحسات کا ذکر آیا ہے۔ قوم عاد کے تذکرے میں، قوم عاد کو اللہ تعالیٰ نے آندھی کے ساتھ برباد کیا تھا اور وہ آندھی ان کے اوپر چلی تھی ''سبع لیال وثمانیة ایام'' سات راتیں اور آٹھ دن، سات راتیں اور آٹھ دن وہ آندھی ان کے اوپر مسلط رہی تھی اور اس آندھی میں وہ ساری کی ساری قوم برباد ہوگئی تھی۔

ان دنوں اور راتوں کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ قوم عاد کے حق میں وہ دن منحوس تھے۔ بے برکت تھے۔ قوم عاد کو ان راتوں اور دنوں میں نقصان پہنچا۔ وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ اس لئے سات راتیں اور آٹھ دن ان کے لئے منحوس ہوئے۔ جس کا یہ معنی نہیں کہ ان ایام میں نحوست ہمیشہ کے لئے ثابت ہوگئی۔ کیونکہ اگر ہمیشہ کے لئے ثابت ہو تو پھر کوئی ہفتہ کا دن نہیں بچتا کہ جس کو آپ منحوس نہ کہیں۔ کیونکہ آٹھ دنوں میں تو سارے دن آ گئے۔

اب اگر مثال کے طور پر اتوار سے شروع ہو تو پھر آٹھواں دن اتوار بنتا ہے تو اس میں پورا ہفتہ آ گیا۔ اگر ان کو نحسات سے تعبیر کیا جائے تو پھر بچتا ہی کچھ نہیں۔ سارے دن اور راتیں ہی منحوس ٹھہرتی ہیں۔

لیکن وہاں معنی یہ ہے کہ قوم عاد کے حق میں وہ بے برکت تھے اور قوم عاد چونکہ ان دنوں میں برباد ہوئی۔ اس لئے وہ راتیں اور وہ دن ان کے لئے بے برکت ثابت ہوئے اور جن لوگوں کو ان دنوں میں کوئی فائدہ پہنچا ہے وہ دن ان کے لئے بابرکت ہو جائیں گے۔

یعنی ان کی ذات میں کوئی نحوست نہیں۔ اگر ذات میں نحوست ہوتی تو پھر ہفتہ کا کوئی دن بھی نہیں بچتا۔ سب دنوں کو منحوس کہنا پڑے گا تو قرآن کریم میں اگر یہ لفظ آیا ہے تو اس کی مراد میں نے آپ کو سمجھا دی۔ وہ قوم عاد کی نسبت سے بے برکت تھی۔ وہ قوم عاد کی نسبت سے منحوس تھے۔

یہ نہیں کہ ان دنوں کے اندر اللہ نے نحس ثابت کر دیا۔ اگر ان دنوں کے اندر نحس ثابت ہو جائے تو پھر سارا ہفتہ منحوس ہے۔ کوئی دن بابرکت ثابت نہیں ہوگا۔ وہ صرف اس قوم کے اعتبار سے ہے۔

ایسے ہی کسی شخص کے اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں دن اس کے لئے بڑا بے برکت ثابت ہوا کہ اس نے اس دن نقصان اٹھایا۔ فلاں کے لئے فلاں وقت بہت بابرکت ثابت ہوا کہ اس میں اس کو بہت فائدہ پہنچا۔ اس طرح نسبت کے ساتھ کہ کسی کے لئے بابرکت ہو۔ کسی کے لئے بے برکت ہو۔ اس طرح تو ہو جاتا ہے۔

باقی کسی وقت کی ذات کے اندر بے برکتی رکھی گئی ہو اور اس کو منحوس قرار دیا گیا ہو۔ شرعی نقطہ نظر سے یہ بات غلط ہے۔ کوئی تاریخ، کوئی مہینہ، کوئی دن ایسا نہیں کہ جس کو شریعت نے منحوس قرار دیا ہو۔ اس صفر کے متعلق یہ نظریہ غلط ہے اور جاہلیت کی پیداوار ہے۔ ہمارے ہاں صفر کے متعلق یہ تو سننے میں نہیں آیا کہ اب بھی لوگ اس مہینہ کو منحوس سمجھتے ہوں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ اس مہینہ میں شادیاں بھی کرتے ہیں اور اس مہینہ میں باقی سارے کاروبار بھی ہوتے رہتے ہیں۔ آج کل یہ بات سننے میں نہیں آئی، جاہلیت کے متعلق تو کتابوں میں مذکور ہے۔ لیکن آج کل یہ بات نہیں ہے کہ لوگ اس مہینہ کو منحوس سمجھتے ہوں اور اس مہینہ میں شادی نہ کرتے ہوں۔ خوشی کی بات نہ کرتے ہوں۔ اس مہینہ سے ڈرتے ہوں اور اس مہینہ کے گزرنے کے منتظر رہتے ہوں۔ میرے علم کے مطابق آج کل کسی طبقہ کے اندر یہ بات موجود نہیں ہے۔ آپ کے علم میں ہو تو کچھ کہہ نہیں سکتا۔

صفر کے متعلق جدید نظریہ

لیکن ایک اور بدعت اس مہینہ کے اندر لوگ کرتے ہیں اور اس کا پتہ ہمیں تین چار سال پہلے لگا ہے۔ اس سے پہلے ساری زندگی ہمیں اس کا پتہ نہیں تھا کہ یہ بدعت بھی اس مہینہ میں ہوتی ہے۔ اس لئے ہر سال آخری بدھ کے متعلق میں آپ حضرات کو یاد دہانی کروادیا کرتا ہوں کہ اس قسم کی بات آپ جہاں بھی سنیں اس کی تردید کریں۔ اس ماہ کا جو آخری بدھ آرہا ہے اس کے متعلق لوگوں کا خیال یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ کو بیماری سے شفاء ہوئی تھی اور آپ ﷺ نے صحت کا غسل کیا تھا اور آپ ﷺ نے صحت یاب ہونے کے بعد سیر و سیاحت کی تھی۔ اس لئے اس دن میں سیر و سیاحت کرنا، خوشی منانا اور کھانا پینا یہ سنت ہے اور یہ سرور کائنات ﷺ کے ساتھ تعلق کا تقاضہ ہے۔ چونکہ آپ ﷺ آخری بدھ میں تندرست ہوئے تھے۔ صحت ملی تھی تو آپ ﷺ نے غسل صحت فرمایا تھا۔ پچھلے سال تو میں نے اخبار میں دیکھا تھا اور اس سال بھی شاید اخبار میں آئے کہ لاہور میں بڑے اہتمام کے ساتھ اس دن کو منایا گیا۔

لوگوں نے باہر راوی کے کنارے پر نکل کے جشن منائے اور کھایا، پیا، غسل کیا اور نہائے اور وہ یہ سمجھے کہ سنت کا تقاضہ ہے۔

حضور ﷺ نے ایسے کیا تھا تو ہمیں بھی ایسے کرنا چاہئے۔ یہ بات تین چار سال پہلے سنی تھی اور پھر ہر سال یہ بات تذکرے میں آتی رہی۔ اس سے پہلے ہم نے پوری زندگی میں نہیں سنا تھا کہ سرور کائنات ﷺ کو صحت صفر کے آخری بدھ میں حاصل ہوئی تھی۔

حضور ﷺ کی بیماری کی ابتداء صفر کے آخری بدھ کو ہوئی

تو یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ لیکن لوگوں نے جب اس بات کو بنالیا ہے کہ بارہ ربیع الاوّل وفات کی تاریخ ہے تو اس کے ساتھ یہ بات لازمی میں آپ کی خدمت میں عرض کردوں۔ تاریخی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ حدیث میں اس

کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ کی مرض وفات شروع ہوئی تھی جس کے نتیجہ میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے۔ یہ صفر کے آخری عشرہ میں آخری دنوں میں اور بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری بدھ کو اس مرض کی ابتداء ہوئی تھی۔ جس مرض کے نتیجہ میں حضور ﷺ کی وفات ہوئی ہے۔

اب حقیقت دیکھو کیا ہے؟ صفر کے مہینہ کے آخر میں مرض کی ابتداء یوں ہوئی کہ حضور ﷺ جنت البقیع میں تشریف لئے گئے تھے۔ کسی کے دفن کا سلسلہ تھا، یا ویسے ہی اہل قبور کے پاس آپ جایا کرتے تھے اور وہاں کچھ پڑھ کے ایصال ثواب کیا کرتے تھے تو جس وقت آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کے سر میں درد شروع ہوا اور وہ درد شدت اختیار کر کے بخار کی شکل اختیار کر گیا اور اسی بیماری نے طول پکڑا اور اسی بیماری کے نتیجہ میں چند دنوں کے بعد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ دو ہفتے آپ ﷺ بیمار رہے چودہ یا پندرہ دن۔

زمانہ الٹی چال چل گیا

بہر حال صفر کا آخری بدھ سرور کائنات ﷺ کی مرض وفات کی ابتداء کا دن ہے نہ کہ غسل صحت کا۔ یہ ایسا الٹا فلسفہ یہودیوں نے دماغ کے اندر ڈالا ہے کہ مسلمانوں کے دین کو مذاق بنا کے رکھ دیا ہے۔ وہی وفات کی تاریخ وہی ولادت کی تاریخ، وفات یاد نہیں اور ولادت کی خوشی منائی جارہی ہے اور ادھر صفر کے آخری ہفتہ میں حضور ﷺ کی مرض وفات کی ابتداء ہوتی ہے۔ جس پر یہودی خوشی منائیں اور ہوسکتا ہے کہ اس دور میں یہودیوں نے خوشی منائی ہو۔

جب حضور ﷺ بیمار ہوئے، صاحب فراش ہوئے، چلنا پھرنا بند ہوگیا۔ حتیٰ کہ مسجد میں آنا بند ہوگیا۔ مسجد میں آ کے آپ ﷺ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ آخری دنوں میں سہارا لے کے تشریف لائے تھے اور آ کے ایک نماز پڑھی تھی۔ ورنہ مسجد میں آنا بھی بند ہوگیا تھا۔ اس وقت اگر کافر اور مشرک خوشی مناتے تو مناتے کہ سرور کائنات ﷺ پر اب آثار ایسے آگئے کہ آپ ﷺ اب دنیا سے پردہ فرمانے والے ہیں۔

لیکن اہل ایمان کے لئے اس میں کون سی خوشی کی بات ہے کہ اہل ایمان خوشی منائیں کہ صفر کا آخری ہفتہ یہ بھی چوری کھانے کا ہے۔ یہ آج ہی مجھے پتہ چلا ہے کہ اس دن خاص طور پر بعض علاقوں میں لوگ چوری کھاتے ہیں اور یہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا کہ بعض مجنون چوری کھانے والے ہوتے ہیں اور بعض مجنون جان دینے والے ہوتے ہیں۔ یہ چوری کھانے کا محاورہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا۔ میں جو بار بار کہہ رہا ہوں ان تاریخوں کی ہمارے ہاں کوئی اہمیت نہیں ہے۔

لیکن جو لوگ اس خیال سے کہ اس دن حضور ﷺ کا غسل صحت ہے اور آپ نے صحت حاصل کی تھی۔ جس کی بناء پر وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ غسل کرتے ہیں، سیر و سیاحت کرتے ہیں۔ میں ان کی ناواقفیت کو ظاہر کر رہا ہوں اور ان کی جہالت کو دور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ نادانو! یہ حضور ﷺ کے غسل صحت کا دن نہیں یہ سرور کائنات ﷺ کے صاحب فراش ہونے کا دن ہے۔ حضور ﷺ اس دن میں بیمار ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی بیماری کی ابتداء ہوئی تھی اور اسی بیماری کے نتیجہ میں چند دن کے بعد آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے۔ تو جو بیماری کی ابتداء کا دن تھا یہودی فلسفہ نے وہی جاہل مسلمانوں کے اندر خوشی کا دن بنادیا۔ جس میں خوشی اگر کرتے تو:

☆...... یہودی کرتے۔ ☆...... عیسائی کرتے۔
☆...... مشرک کرتے۔ ☆...... کافر قومیں کرتیں۔

لیکن مؤمن کے لئے کون سی خوشی ہے کہ سرورکائنات ﷺ کی مرض وفات شروع اس دن ہورہی ہے اور یہ خوشیاں منارہے ہیں اور چوریاں کھارہے ہیں۔ اس لئے میں آپ کے ذہن میں یہ بات ڈالنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک آپ اس بات کو پہنچا سکیں۔ اپنے گھروں میں، اردگرد یہ بات ذہن میں ڈال کے رکھیں کہ صفر کا آخری بدھ یہ کوئی خوشی منانے کا بدھ نہیں ہے اور یہ جاہلیت والی بات ہے۔

اصل حضور ﷺ کی مرض وفات کی ابتداء اس تاریخ میں ہوئی تھی۔ اگر تاریخ کو کوئی اہمیت دینی ہے تو مسلمان کے لئے افسوس کا مقام ہے۔ خوشی منانے اور چوریاں کھانیکا مقام نہیں ہے۔

بیماری کے متعلق جاہلانہ نظریہ اور اس کی تردید

اس روایت میں پہلا لفظ تھا ''لا عدوی'' بیماریوں کا پھیلنا، ایک سے دوسرے کو لگنا جس کو یہ کہتے ہیں کہ مرض متعدی ہے۔ جاہلیت میں اس میں بھی بہت غلو تھا کہ فلاں بیماری ایسی ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی چلا جائے تو وہ بھی بیمار ہو جائے گا۔

فرمایا کوئی بات نہیں جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ بیماری میں قطعاً یہ صلاحیت نہیں ہے کہ ایک سے اڑ کے دوسرے کو لگ جائے۔ اس نظریہ کا نتیجہ یہ تھا کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا تو اس کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا۔ اس کی خدمت کوئی نہیں کرتا تھا کہ کہیں مجھے یہ بیماری نہ لگ جائے۔ اس لئے اسلام نے یہ سبق دیا کہ بیماری کوئی نہیں لگا کرتی۔ بیمار کی خدمت کرو، اس کے پاس بیٹھو۔ اس کی دلجوئی کرو۔ مسلمان کا جھوٹا باعث شفاء ہے۔ آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

اس جاہلیت جدیدہ کے اندر بھی اس نظریہ کو قبول کر لیا گیا کہ مرض ایک سے دوسرے کو لگتی ہے۔ لہٰذا جس کو نزلہ ہو اس کا گلاس استعمال نہیں کریں گے۔ جس کو نزلہ زکام ہو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھائیں گے نہیں۔ اس طرح یہ نظریہ جدید تہذیب نے بھی دیا ہے۔ اسلام اس کا بالکل قائل نہیں ہے۔

اللہ پر بھروسہ رکھو اگر آپ نے بیمار ہونا ہے تو کوئی بھی آپ کے اردگرد بیمار نہیں ہوگا۔ آپ بیمار ہو جائیں گے اور اگر آپ کی قسمت میں بیماری نہیں ہے تو سارے بیمار ہو جائیں آپ پھر بھی تندرست رہ سکتے ہیں۔

اونٹوں کے بیمار ہونے پر اشکال اور جواب

چنانچہ جب حضور ﷺ نے یہ بیان کیا تھا کہ مرض ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی تو ایک آدمی نے اشکال کیا۔ حضور ﷺ پر کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ بیماری ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ جنگل کے اندر اونٹ چرتے پھرتے ہیں۔ ہرنیوں کی طرح اچھلتے کودتے ہیں۔ بالکل تندرست ہیں۔ ''فیاتیها البعیر الاجرب فتجرب'' ایک اونٹ آجاتا ہے جس کو خارش ہو اور وہ ایک خارشی اونٹ آکر اس ریوڑ میں شامل ہوتا ہے تو باقیوں کو بھی خارش ہو جاتی ہے۔

آپ ﷺ کیسے فرماتے ہیں کہ بیماری نہیں لگتی۔ایک بدوی نے حضور ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے اس مسئلے پہ یہ اشکال کیا تھا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ بیماری ایک سے دوسرے کونہیں لگتی۔ہم تو دیکھتے ہیں کہ سارے اونٹ تندرست ہوتے ہیں۔ایک اونٹ آتا ہے اوراس کو خارش ہوئی ہوتی ہے تو باقی اونٹوں کو بھی ہو جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے اس سے کہا:''فمن اعدیٰ الاوّل (بخاری ج ۲ ص ۸۵۹)'' کہ یہ بتا کہ پہلے کو کہاں سے لگی تھی؟ پہلے اونٹ پر بیماری کس نے پہنچائی تھی؟ پہلے اونٹ کو خارشی کس نے بنایا تھا؟ وہ تو کسی خارشی اونٹ کے پاس نہیں گیا تھا تو اگر اللہ کی جانب سے اس میں خارش پیدا ہوگئی تو مسلمان کو سوچنا چاہئے کہ باقی اونٹوں میں جیسے یہ بیمار ہوا ویسے ہی یہ بیمار ہوگئے۔اس کی بیماری دوسرے اونٹ کو لگ گئی۔یہ نظریہ درست نہیں یہ توہمات میں شامل ہے۔

تعدی والا نظریہ مایوسی کی طرف لے جاتا ہے

''لاعــــدویٰ'' کے اندر اس بات کی تردید کی گئی ہے اور اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جب آدمی سمجھے کہ بیماری ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی تو بیمار کے پاس بیٹھنے میں، بیمار کی خدمت کرنے میں، بیمار کا جھوٹا کھانے پینے میں اور اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے میں، آپ کوئی کسی قسم کا حرج محسوس نہیں کریں گے۔اس سے بیمار کی دل جوئی ہوگی۔

اس کے دل کو قوت پہنچے گی اور تعدی والا نظریہ جو ہے وہ مریض کو مایوس کر دیتا ہے۔دل توڑ دیتا ہے۔ جب وہ دیکھے گا کہ دیکھو یہ میرے بھائی ہیں۔قریب نہیں آتے، میری بہن ہے میرے قریب نہیں آتی۔میری بیوی ہے میرے قریب نہیں آتی۔مجھ سے ڈرتی ہے کہ یہ بیماری مجھ کو نہ لگ جائے اس سے بیمار کا دل ٹوٹتا ہے اور اس کے اوپر احساس پیدا ہوتا ہے۔جس سے وہ مرض کا مقابلہ کرنے میں کمزور ہو جاتا ہے۔اس لئے یہ پرواہ نہ کیا کرو۔ہم تو نزلے والے ساتھیوں کے ساتھ اور زکام والے ساتھیوں کے ساتھ، کھانسی والے ساتھیوں کے ساتھ، اکٹھے کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں۔اللہ کا شکر ہے ان پرہیز کرنے والوں سے زیادہ تندرست ہیں۔اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

ہم اس بات کا کبھی پرہیز نہیں کرتے کہ اس کو زکام ہے اس کا جھوٹا نہیں کھائیں گے۔اس کو نزلہ ہے ہم اس کا جھوٹا نہیں کھائیں گے۔ہم اس کے گلاس میں پانی نہیں پئیں گے۔ہم کوئی احتیاط نہیں کرتے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم وہموں میں مبتلا ہونے والے کے مقابلہ میں الحمدللہ! زیادہ تندرست ہیں۔اس لئے اس عقیدے کو ٹھیک کرلو۔''لا عدویٰ'' کا تو یہ معنی ہے۔

پرندوں کے متعلق جاہلانہ نظریہ اور اس کی تردید

''ولا طیرۃ'' یہ جاہلیت میں تھا پرندوں سے فال لیا کرتے تھے۔جس طرح ہمارے ہاں بھی بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ اگر کسی کی دیوار پر کوا بولنے لگ جائے تو کہتے ہیں کہ آج مہمان آئے گا۔یہ عام طور پر مشہور ہے۔ کوا بولے تو کہتے ہیں مہمان آئے گا۔یہ وہی جاہلوں والی بات ہے کہ وہ پرندوں سے نتیجہ اخذ کیا کرتے تھے کہ اگر فلاں قسم کا پرندہ سامنے آگیا تو یوں ہو جائے گا۔گھر سے نکلے، کالا کتا سامنے آگیا تو دن منحوس ہوگیا۔کوئی کام نہیں ہوگا۔پرندہ دائیں طرف سے بائیں طرف کو اڑ گیا تو واپس آجاتے تھے کہ آج کام نہیں ہوگا۔

اس قسم کے وہم میں مشرک مبتلا تھے۔یہ مشرکانہ توہمات ہیں۔ہمارے لئے ان پرندوں کی کوئی اہمیت

نہیں۔ کوئی بولتے رہیں چیختے رہیں جو کچھ بھی ہوگا اللہ کی جانب سے ہوگا نہ کوؤں کے بولنے سے کچھ ہوتا ہے نہ چیلوں کے چیخنے سے کچھ ہوتا ہے اور کوئی جانور ہمارے آگے سے دائیں بھاگ جائے، بائیں سے دائیں بھاگ جائے، کالا کتا آجائے، کالا بلا آجائے، کالا انسان آجائے۔ ہم اس کو دیکھ کر نہیں سمجھتے کہ اس کی وجہ سے کوئی کام پر اثر پڑتا ہے۔ یہ سارے کے سارے توہمات ہیں۔ ان توہمات کو اپنے دل سے نکالو۔ اللہ پر بھروسہ کرو۔ اللہ کی توحید کو اختیار کرو۔ جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ نہ کسی کے بولنے سے ہوتا ہے اور نہ کسی دوسری چیز سے ہوتا ہے۔ ''لاطیرۃ'' کے اندر یہ عقیدہ بتادیا گیا۔ یہ مشرکانہ توہمات دماغ سے نکال دیئے گئے کہ پرندوں کے متعلق ایسے تصور نہ کیا کرو کہ اگر یوں ہوگا تو یوں ہو جائے گا۔

خاص طور پر مجھے یہ معلوم ہے کہ کوّے کے متعلق تو عام مشہور ہے کہ کوّا آکر بولتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ آج مہمان آئے گا۔ یہ جاہلانہ بات ہے۔ مشرکوں کے اندر یہ نظریے چلتے تھے۔ سرور کائنات ﷺ نے ان باتوں کی تردید کردی کہ یہ کوئی چیز نہیں ہیں۔

الو کے متعلق جاہلانہ نظریہ اور اس کی تردید

اور اسی طرح ''لا ھامۃ'' ہے اس کا معنی دو طرح سے کیا گیا ہے یا تو ہام سے الو مراد ہے جانور، جو رات کو دیکھتا ہے اس کو دن کو نظر نہیں آتا۔ عام مشہور تھا کہ جہاں الو آکے بیٹھنے لگ جائے وہاں اجاڑ ہو جاتا ہے۔ جہاں الو بولنے لگ جائے وہاں بربادی آجاتی ہے۔ فلاں جگہ الو بول رہے ہیں۔ یہ اردو میں محاورہ بھی استعمال ہوتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کوئی بات نہیں ہے۔ الو کے بولنے سے کوئی بربادی نہیں آتی۔ یہ بھی ایک جاہلانہ خیال ہے۔ اس کو عقل اور دماغ سے نکال دو۔ الو کوئی منحوس جانور نہیں ہے۔ جس طرح باقی جانور ہیں اسی طرح وہ ہے۔ اس لئے یہ عقیدہ بھی غلط ہے کہ جہاں الو آکے بیٹھے اور جہاں الو آکے بولنے لگ جائے وہاں اجاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بات بھی غلط ہے۔ اس کا بھی حضور ﷺ نے انکار فرمادیا۔

اور آگے ''لا صفر'' ہے جس کی وضاحت میں نے آپ کے سامنے کردی کہ صفر کے متعلق جو جاہلانہ نظریات تھے وہ بھی سارے کے سارے حضور ﷺ نے ختم فرمادیئے۔

مقتول کے متعلق جاہلانہ نظریہ اور اس کی تردید

ایک تو ہامہ سے الو مراد لیا اور بعض نے ہامہ سے حام کی میم کی شد پڑھ کے حامہ سے کھوپڑی مراد لی ہے۔ ''لا ھامۃ'' یہ بھی جاہلیت کا عقیدہ تھا۔ اگر کسی شخص کو کسی شخص نے ظلماً قتل کردیا وہ کہتے تھے کہ اس مقتول کی کھوپڑی میں سے ایک جانور نکلتا ہے۔ ایک جانور پیدا ہوتا ہے۔ وہ ہائے پیاس، ہائے پیاس کرتا رہتا ہے۔ جب تک اس کے خون کا بدلہ نہ لے لیا جائے اس کی پیاس نہیں بجھتی اور یہ نظریہ تھا۔ جس سے جاہلیت میں خون ریزی حد سے بڑھی ہوئی تھی کہ اگر کسی کے باپ کو کسی نے قتل کردیا تو بیٹے سمجھتے تھے جب تک ہم قتل کا بدلہ نہیں لیں گے ہمارے باپ کی روح کی پیاس نہیں بجھے گی۔

اور اگر کسی کا بیٹا قتل ہو گیا تو باپ کہتا کہ جب تک میں اپنے بیٹے کا بدلہ نہ لے لوں تو میرے بیٹے کی پیاس

نہیں بجھے گی۔ بھائی کہتا تھا جب تک میں اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ نہ لے لوں تو میرے بھائی کی پیاس نہیں بجھے گی۔ اس نظریے کے ساتھ وہ خون ریزی کے اوپر آمادہ ہوتے تھے کہ ایک قتل کے بعد وہ لازماً سمجھتے تھے کہ دوسرے کو قتل کرنا چاہئے۔ ورنہ ان کی روح پیاسی رہے گی۔ پیاس نہیں بجھے گی تو سرور کائنات ﷺ نے اس نظریے کی بھی تردید کردی کہ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ کھوپڑی میں سے کوئی جانور نکلتا ہے وہ ہائے پیاس، ہائے پیاس کرتا رہتا تھا۔ جب تک اس کو خون نہ پلاؤ دوسرے کا خون نہ بہاؤ اس کی پیاس نہیں بجھتی۔ یہ نظریہ بھی غلط ہے۔ یہ جاہلیت کی رسمیں تھیں۔ ان کی تردید کی ہے اور ہمارے اندر اس قسم کا کوئی خیال بھی ہو تو اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ اللہ نے ہمیں توکل کا سبق دیا ہے کہ اللہ پر بھروسہ کرو جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ یہ جاہلی خیالات اور یہ توہمات یہ مشرکانہ باتیں ہیں۔ ان سے مسلمان کا دماغ خالی ہونا چاہئے۔

مولانا سید محمد اسلم زیدی کے صاحبزادے کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے رہنما حضرت مولانا سید اسلم زیدی (قادری مسجد) کے صاحبزادے سید مظفر حسین زیدی ۸۳ سال کی عمر میں وصال فرما گئے۔ مرحوم ایک نیک سیرت انسان اور ختم نبوت کا درس دینے والی عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ وہ عمر بھر شعبہ تعلیم سے وابستہ رہے اور دوراندیشی، حلم و بردباری، مردم شناسی سے متصف تھے۔ کارکنان ختم نبوت سید حسن زیدی، مولانا غازی عبدالرشید، محمد حارث پوری، محمد عابد پوری نے ان کی دینی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

گیارہ قادیانیوں نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا

جہلم کے مضافات میں واقع محمود آباد نامی گاؤں سے تعلق رکھنے والے دو خاندانوں پر مشتمل گیارہ افراد نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا جن میں خواتین بھی شامل ہیں۔ گزشتہ روز نمازِ جمعہ کے بعد پاک فوج کی چیک پوسٹ پر نیٹو حملے اور کراچی کے واقعات کے خلاف تحریک خدام اہلسنت والجماعت ضلع جہلم کے زیراہتمام جامع مسجد گنبدوالی سول لائن جہلم سے ہونیوالے احتجاجی مظاہرے کے دوران جامع مسجد گنبدوالی کے خطیب اور جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم کے مہتمم مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق صاحب نے مظاہرین کے جمِ غفیر سے خطاب کے دوران اس بات کا باضابطہ اعلان کرتے ہوئے کہا کہ میں رب تعالیٰ کا لاکھوں کروڑوں بار شکر اداء کرتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہوں کہ جہلم کے مضافات سے تعلق رکھنے والے گیارہ قادیانیوں نے گزشتہ روز اسلام قبول کرلیا ہے۔ جس پر شرکاء نے اپنے ان نومسلم بھائیوں کو جو کہ اس احتجاجی مظاہرے میں شریک تھے، زبردست نعروں کی گونج میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی بھی موجود تھے۔ تفصیلات کے مطابق مشرف بااسلام ہونے والے ان افراد میں سے مرد حضرات نے مسجد گنبدوالی میں حضرت مولانا مفتی محمد شریف صاحب کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا۔ جبکہ خواتین کو حضرت مفتی صاحب نے قاری محمد عمر فاروق صاحب کے ہمراہ انکے گھر جاکر کلمہ پڑھایا اور دعاء فرمائی کہ رب تعالیٰ آپکا قبولِ اسلام مبارک فرمائے اور آپکو اس پر استقامت عطاء فرمائے۔

ڈاکٹر ذاکر نائک کون ہے......؟

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ!

انڈیا کے ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب نے میڈیا کی دنیا میں جو تعارف حاصل کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ لیکن ان کے بہت سارے مسائل ایسے سننے میں آئے ہیں جو جمہور امت کی رائے سے یکسر مختلف ہیں۔ ان کی اس روش کے متعلق شرعی نقطہ نظر سے صحیح صورتحال کے متعلق اپنے قارئین کو باخبر کرنے کے لئے ہم دارالعلوم دیوبند کے ایک فتویٰ کو شائع کر رہے ہیں۔ اس کو آپ ملاحظہ فرمائیں۔ دعا ہے کہ اس خودرائی کے دور میں حق تعالیٰ شانہ ہمیں اہل حق کا ساتھ دینے کی توفیق رفیق فرمائیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معزز مفتیان، دارالعلوم دیوبند، زیدت معالیکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میرا سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب کیسے آدمی ہیں؟ کیا ان کے عقائد اہل السنّت والجماعت کے موافق ہیں؟ حدیث اور تفسیر قرآن میں ان کی رائے قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ نیز فقہ میں ان کا مسلک کیا ہے؟ وہ کس امام کے مقلد ہیں؟ ہم ان کی باتوں کو سن کر ان پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ازراہ کرم تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ریاض احمد خان

عالیہ پرنٹرس، اترسوئیا (الہ آباد)

موبائل نمبر 9794567772

ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب سے متعلق اکثر سوالات آتے رہتے ہیں۔ استفتاء ہذا بھی اسی سلسلے کا ایک سوال ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب کے عقائد، ان کا فقہی مسلک اور قرآن وحدیث سے متعلق ان کی تشریحات کے بارے میں تفصیلی جواب کی درخواست کی گئی ہے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب کی تقریر وتحریر کی روشنی میں ایک مفصل جواب لکھا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

”حامداً ومصلیاً ومسلماً، الجواب وباللہ التوفیق والعصمة“

ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب کے بیانات میں صحیح عقیدے سے انحراف، قرآن کریم کی تفسیر میں تحریف ومن مانی، سائنسی تحقیقات سے مرعوبیت، اسلام مخالف مغربی افکار سے ہم آہنگی اور فقہی مسائل میں سلف صالحین اور جمہور

امت کی راہ سے روگردانی جیسی گمراہ کن باتیں پائی جاتی ہیں۔ نیز وہ امت مسلمہ کو ائمہ مجتہدین کی اتباع سے پھیرنے، دینی مدارس سے برگشتہ کرنے اور علمائے حق سے عوام کو بدگمان کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ذیل میں ان کی گمراہ کن باتوں میں سے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ا...... عقیدہ (جو ایک انتہائی نازک چیز ہے۔ جس میں تھوڑی سی بھی لغزش بسا اوقات ایمان کے لئے خطرہ بن جاتی ہے) سے متعلق ڈاکٹر صاحب کی چند باتیں:

الف...... ''وشنو اور برہما کے ذریعے اللہ کو پکارنا جائز ہے۔''

ڈاکٹر صاحب ایک پروگرام میں فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کو ہندوؤں کے معبودان کے نام سے پکارنا جائز ہے۔ جیسے ''وشنو'' بمعنی رب اور ''برہما'' بمعنی ''خالق'' اس شرط کے ساتھ کہ وشنو کے بارے میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ اس کے چار ہاتھ ہیں اور پرندے پر سوار ہیں۔'' (اسلام اور عالمی اخوت:۳۳، از ڈاکٹر ذاکر نائیک)

حالانکہ غیر عربی زبان کے انہی الفاظ سے اللہ کو پکارنا جائز ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہوں۔ ان کے علاوہ سے جائز نہیں، تو ''وشنو'' اور ''برہما'' جو ہندوؤں کے شعار ہیں۔ ان سے اللہ کو پکارنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

ب...... ''اللہ کا کلام کون سا ہے۔ اسے جانچنے کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی سے گزارنا ضروری ہے۔''

ڈاکٹر صاحب ایک پروگرام کے دوران کہتے ہیں: ''ہر انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کی مقدس کتاب ہی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اگر آپ چاہتے ہیں معلوم کریں کہ کون سی کتاب واقعی اللہ کا کلام ہے تو اسے آخری امتحان یعنی جدید سائنس اور ٹیکنالوجی سے گزاریں۔ اگر وہ جدید سائنس کے مطابق ہو تو سمجھ لیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے۔'' (الجواب علی ثلاثین جواباً علی ان ذاکر الهندی واصحاب فکره منحرفون ضلالا للشیخ یحی الحجوری)

اس کلام سے ڈاکٹر صاحب کی گمراہ کن جرأت، کتاب اللہ کے تئیں ان کی فکری بے راہ روی نیز جدید سائنس سے خطرناک حد تک مرعوبیت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ہر آن بدلنے والی سائنسی تحقیقات کو آسمانی کتابوں بالخصوص کلام الٰہی قرآن کریم کو پرکھنے کا معیار قرار دیدیا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کی سب سے بڑی دلیل، اس کا اعجاز ہے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ قرآن میں چیلنج کیا ہے۔

ج...... ''فتویٰ دینے کا حق ہر کس و ناکس کو ہے۔''

ڈاکٹر صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں: ''ہر کسی کے لئے فتویٰ دینا جائز ہے۔ اس لئے کہ فتویٰ کا معنی رائے دینا ہے۔'' (حوالہ بالا)

یہاں ڈاکٹر صاحب فتویٰ دینے جیسے اہم کام، جس میں (علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ کے مطابق) مفتی احکام الٰہی کے بیان میں رب کائنات کا ترجمان اور اس کی نیابت میں دستخط کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ''لم تصلح مرتبة التبليغ بالرواية والفتيا الا لمن اتصف بالعلم والصدق...... واذا كان منصب التوقيع عن الملوك بالمحل الذى لا ينكر فضله ولا يجهل قدره...... فكيف بمنصب التوقيع عن رب الارض والسماوات، فحقيق بمن أقيم فى هذا المنصب أن يعدله عدته

ویتاھب له اھبته وان یعلم قدر المقام الذی اقیم فیه" (اعلام الموقعین ج۱ص۹۱)

کورائے دینے کے ہلکے پھلکے لفظ سے تعبیر کر کے، صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ ہر کس وناکس کے لئے اس کا جواز فراہم کر رہے ہیں اور انہوں نے قرآن کریم کی آیت: "فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" یعنی اگر تمہیں علم نہیں ہے تو اہل علم سے دریافت کرلو اور حدیث نبوی "من أفتیٰ بغیر علم کان اثمه علی من افتاه (اخرجه ابوداؤد فی سننه:۳۰۵۹، رقم:۳۶۵۹۳، باب تفسیر القرآن عن رسول اللهﷺ)" ﴿یعنی جو آدمی بلا (صحیح) معلومات کے فتویٰ دے دیتا ہے تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔﴾ کو بالکل فراموش کر دیا۔

۲...... تفسیر قرآن میں من مانی تشریح یعنی تحریف معنوی:

قرآن کریم کی تفسیر کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اس لئے کہ مفسر آیت کریمہ سے مراد خداوندی کی تعیین کرتا ہے کہ اللہ نے یہ معنی مراد لیا ہے۔ لہٰذا نااہل آدمی کا اس وادی میں قدم رکھنا انتہائی خطرناک ہے۔ حدیث میں ہے: "من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد أخطا (اخرجه الترمذی: رقم: ۲۷۷۶)" ﴿یعنی جو آدمی محض اپنی عقل سے تفسیر کرے تو اگرچہ وہ اتفاقاً درست معنی تک پہنچ جائے، پھر بھی اسے غلطی کرنے والا سمجھا جائے گا۔﴾

ایک دوسری روایت میں ہے: "من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار (اخرجه الترمذی ج۵ ص۱۹۹، رقم:۲۹۵۱)" اسی لئے مفسر کے لئے بہت سی شرائط ہیں۔ مثلاً قرآن کی تمام آیتوں پر نظر، ذخیرۂ حدیث سے متعلق وسیع معلومات، عربی زبان اور اس کے قواعد، نحو، صرف اور اشتقاق اور فصاحت وبلاغت کا اچھا علم ہو وغیرہ۔ جہاں تک ڈاکٹر صاحب کا تعلق ہے تو ان کے اندر مذکورہ شرائط میں سے ایک بھی شرط ضروری حد تک نہیں پائی جاتی۔ نہ وہ عربی زبان اور اس کے قواعد سے کما حقہ واقف ہیں اور نہ ذخیرۂ حدیث پر گہری نظر ہے اور نہ ہی فصاحت وبلاغت سے کوئی زیادہ واقفیت ہے۔ (ذیل کی مثالوں سے یہ باتیں واضح ہو جائیں گی) جب کہ تفسیر میں گمراہی میں پڑنے کے جتنے اسباب ہیں۔ مثلاً حضورﷺ اور صحابہ ؓ وتابعین ؒ سے منقول تفسیروں سے روگردانی، زمانے کے افکار سے مرعوبیت اور قرآن کریم کے موضوع کو غلط سمجھنا وغیرہ۔ ڈاکٹر صاحب کے اندر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اسی لئے انہوں نے دسیوں آیتوں کو اپنی ناواقفیت سے مشق ستم بنایا۔ ذیل میں چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

الف...... آیت کریمہ: "الرجال قوّامون علی النساء" کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: "لوگ کہتے ہیں کہ لفظ "قوّام" کا معنی ایک درجہ اوپر ہونے کے ہیں۔ لیکن اصل "قوّام"، "اقامة" سے نکلا ہے۔ "اقامة" کا مطلب کھڑا ہونے کے ہیں۔ لہٰذا "اقامة" کا مطلب ہوا کہ ایک درجہ ذمہ داری میں اونچا ہے۔ نہ کہ فضیلت میں۔" (خطبات ذاکر نائک ص۲۹۵، فرید بک ڈپو دہلی)

ڈاکٹر صاحب نے مغربی نظریہ مساوات کی تائید میں آیت قرآنی کی من مانی تفسیر کرتے ہوئے مردوں کے ایک درجہ فضیلت میں اونچا ہونے کی نفی کر دی۔ جب کہ امت کے بڑے بڑے مفسرین نے فضیلت میں اونچا ہونے کا معنی بیان کیا ہے۔ چنانچہ ابن کثیرؒ نے "الرجال قوّامون علی النساء" کے تحت لکھا: "ای الرجل

قیّم علی المرأۃ ای ھو رئیسھا وکبیرھا والحاکم علیھا، مؤدبھا اذا اعوجت ’’(یعنی مرد کی حیثیت اس کی بیوی کے سامنے حاکم اور سردار کی ہے۔ ضرورت محسوس ہونے پر شوہر بیوی کی مناسب تادیب بھی کر سکتا ہے)

نیز آیت کریمہ:’’وللرجال علیھن درجۃ ‘‘ کی تفسیر میں ابن کثیر نے لکھا ہے:’’وللرجال علیھن درجۃ ای فی الفضیلۃ فی الخلق ولمنزلۃ وطاعۃ الامر والانفاق والقیام بالمصالح والفضل فی الدنیا والآخرۃ (ابن کثیر ج۱ ص۶۱۰)‘‘ ﴿یعنی شوہر بیوی سے فضیلت، رتبہ، اطاعت وغیرہ میں ایک درجہ اونچا ہے۔﴾ نیز ڈاکٹر صاحب کی تفسیر، حدیث نبوی’’لو کنت امراً احداً ان یسجد لأحد، لأمرت النساء ان یسجدن لأزواجھن (ابوداؤد)‘‘یعنی اگر اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ اگر دونوں فضیلت میں برابر ہوتے اور شوہر کو عورت پر کوئی برتری حاصل نہ ہوتی تو حضور ﷺ عورتوں کو اپنے شوہروں کو سجدہ، جو انتہائی تعظیم ہے، کا حکم کیوں دینے والے تھے۔

ب...... ڈاکٹر صاحب، ایک سوال:’’قرآن کریم میں ہے کہ کسی ماں کے رحم میں موجود بچے کی جنس صرف اللہ کو معلوم ہے۔ مگر اب سائنس کافی ترقی کر چکی ہے اور ہم آسانی سے الٹراسونوگرافی کے ذریعے’’جنین‘‘ کی تعیین کر سکتے ہیں۔ کیا یہ قرآنی آیت، میڈیکل سائنس کے خلاف نہیں ہے؟‘‘ کے جواب میں فرماتے ہیں:’’یہ صحیح ہے کہ قرآن کی اس آیت کے مختلف ترجمے اور تشریحات میں کہا گیا ہے کہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں موجود بچے کی جنس کیا ہے؟ مگر اس آیت کا عربی متن ملاحظہ کریں تو دیکھیں گے کہ انگلش کا لفظ (Sex) کا کوئی عربی متبادل استعمال نہیں ہوا۔ اصل میں قرآن جو کچھ کہتا ہے وہ یہ ہے کہ رحموں میں کیا ہے؟ اس کا علم صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ہے۔ کافی مفسرین کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے اس کا یہ معنی مراد لیا ہے کہ اللہ ہی ماں کے رحم میں بچے کی جنس کو جانتا ہے۔ یہ درست نہیں۔ یہ آیت جنین کی جنس کی طرف اشارہ نہیں کرتی۔ بلکہ اس کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ماں کے رحم میں موجود بچے کی فطرت کیسی ہوگی؟ وہ کیا اپنی ماں باپ کے لئے باعث رحمت ہوگا یا عذاب؟‘‘ (اسلام پر چالیس اعتراضات ص۱۳۰، از ڈاکٹر ذاکر نائیک، اریب پبلیکیشنز، دہلی)

ڈاکٹر صاحب نے یہاں پر سائنسی تحقیق سے مرعوب ہوکر اس سے پیدا ہونے والے سرسری اعتراض سے بچنے کے لئے قرآن کی دوسری آیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ سے منقول تفسیر کو پس پشت ڈالتے ہوئے ایک معروف معنی کا انکار کر دیا اور بڑے بڑے مفسرین پر تنقید اور ان کی تغلیط کر ڈالی۔ ڈاکٹر صاحب نے جو معنی بیان کیا ہے۔’’ما‘‘ موصولہ کے عموم میں آ سکتا ہے اور بہت سے مفسرین نے ایک احتمال کے طور پر، پہلے معنی کے ضمن میں اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن دوسرے معنی کا انکار کر دینا قطعاً صحیح نہیں۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب کی قلت تدبر اور تفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال سے روگردانی کی واضح دلیل ہے۔ اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے جس معنی کی نفی کی ہے اس کی طرف سورۂ رعد کی آیت’’اللہ یعلم ما تحمل کل انثی وما تغیض الارحام وماتزداد (الرعد:۸)‘‘ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے کہ جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی بیشی ہوتی

ہے۔ جو اشارہ کر رہی ہے۔ نیز مشہور تابعی اور تفسیر کے امام قتادہؒ سے بھی یہی معنی مروی ہے۔ چنانچہ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں: ''فلا یعلم ما فی الارحام اذکرام انثی ''یعنی رحم مادر میں نر ہے یا مادہ اس کا قطعی علم سوائے خدا کے کسی اور کو نہیں۔ اسی طرح ابن کثیرؒ نے اپنی (تفسیر ج۶ص۳۵۵) میں علامہ نسفیؒ نے (تفسیر مدارک ج۳ص۱۱۶) میں اور امام شوکانیؒ نے (فتح القدیر ج۵ص۴۹۸) میں مذکورہ آیت کا یہی معنی بیان فرمایا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب ان اکابر مفسرین کے بیان کردہ معنی کو غلط ٹھہرا کر اپنے بیان کردہ معنی کو قطعی سمجھ کر اسی پر مصر ہیں۔

صحیح جواب: آیت کریمہ کا مقصد اللہ تعالیٰ کے لئے علم غیب کو ثابت کرنا ہے اور علم غیب در حقیقت اس یقینی علم کو کہا جاتا ہے جو کسی سبب ظاہری کے بغیر براہ راست، کسی آلے کے بغیر حاصل ہو، طبی آلات سے ڈاکٹروں کو حاصل ہونے والا علم نہ یقینی ہوتا ہے اور نہ ہی بلاواسطہ۔ بلکہ وہ محض ظنی ہے اور آلات کے واسطے سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا الٹرا سونوگرافی کے ذریعے حاصل ہونے والے اس ظنی علم سے قرآنی آیت پر کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔

ج...... ڈاکٹر صاحب آیت کریمہ: ''یاایها النبی اذا جاء ك المؤمنٰت یبایعنك علیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئاً (الممتحنۃ:۱۲)'' کی تفسیر میں کہتے ہیں: ''یہاں لفظ ''بیعت'' استعمال ہوا ہے اور بیعت کے لفظ میں ہمارے آج کل کے الیکشن کا مفہوم بھی شامل ہے۔ کیونکہ حضورﷺ اللہ کے رسول بھی تھے اور سربراہ مملکت بھی تھے اور بیعت سے مراد انہیں سربراہ حکومت تسلیم کرنا تھا۔ اسلام نے اسی دور میں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق بھی تفویض کر دیا تھا۔'' (اسلام میں خواتین کے حقوق ص۵۰، از ڈاکٹر ذاکر نائک)

یہاں بھی ڈاکٹر صاحب آیت کی غلط تشریح کرتے ہوئے اس سے عورت کے ووٹ دینے کا حق ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ عورتوں کا حضورﷺ کی خدمت میں آکر بیعت کرنا، موجودہ دور کے جمہوریت کے طرز انتخاب کی ہی قدیم شکل ہے۔ جب کہ جمہوریت کی حقیقت سے جو لوگ واقف ہیں وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی یہ تشریح بالکل واقع کے خلاف ہے اور تفسیر قرآنی میں اپنی عقل کا بیجا استعمال ہے۔ اس لئے کہ موجودہ جمہوریت کے مطابق سب کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ سربراہ چننے کے لئے اپنی رائے دیں۔ اگر کسی شخص پر کثرت واتفاق رائے نہ ہو تو وہ سربراہ نہ بن سکے گا۔ اگر حضورﷺ کا بیعت کرنا در حقیقت ووٹ لینا تھا تو کیا ان صحابیات کو اختیار تھا کہ حضورﷺ کی سربراہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیں؟

د...... سورۂ مریم کی آیت: ''یا اخت هارون ما کان ابوك امرا سوء وما کانت امك بغیا (مریم:۲۸)'' پر نا سمجھی سے کیا جانے والا معروف اشکال، ''حضرت مریم علیہا السلام، حضرت ہارون کی بہن نہیں تھیں اور دونوں کے زمانے میں تقریباً ایک ہزار سال کا فاصلہ ہے۔'' کے جواب میں فرماتے ہیں: ''عیسائی مشنری یہ کہتے ہیں کہ حضرت محمدﷺ کو یسوع مسیح کی والدہ (Mary) مریم اور ہارون کی بہن مریم میں فرق کا پتہ نہیں تھا۔ حالانکہ عربی میں ''اخت'' کے معنی اولاد بھی ہیں۔ اس لئے لوگوں نے مریم سے کہا کہ اے ہارون کی اولاد اور اصل اس سے مراد حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد ہی ہے۔'' (اسلام پر چالیس اعتراضات، از ڈاکٹر ذاکر نائک)

ڈاکٹر صاحب کی احادیث اور لغت سے نادانی اور جہالت پر مبنی اس تحقیق پر تبصرے کے طور پر مسلم شریف کی حدیث ہی کافی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے: ''عن المغیرۃ بن شعبۃ قال: لما قدمت نجران سألونی،

فقالوا: انكم تقرأون يا اخت هارون وموسىٰ قبل عيسىٰ بكذا وكذا، فلما قدمت على رسول الله (ﷺ) سالته عن ذلك فقال: انهم كان يسمون بانبيائهم والصالحين قبلهم (مسلم ج٦ ص ١٧١، دار الجيل بيروت رقم:٥٧٢١) ’’یعنی نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کی وضاحت آج سے چودہ سو سال پہلے ہی کر دی تھی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی بہن نہ تھیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے بھائی کا نام بھی ہارون تھا اور یہ لوگ اپنے انبیاء اور گزشتہ برگزیدہ شخصیات کے ناموں پر اپنا نام رکھا کرتے تھے۔ اس سے پتہ چلا کہ نہ یہ کوئی نیا اعتراض ہے اور نہ ہی اپنی جانب سے جواب گھڑنے کی کوئی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تفسیر سے متعلق احادیث سے بے خبری کس قدر ہے کہ ذخیرۂ احادیث وتفسیر سے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کے بجائے من گھڑت تاویل کر رہے ہیں۔

ھ...... ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب آیت کریمہ: ’’والارض بعد ذلك دحاها (النازعات:٣٠)‘‘ کے متعلق کہتے ہیں: ’’یہاں انڈے کے لئے استعمال کیا جانے والا عربی لفظ ’’دحها‘‘ ہے۔ جس کا مطلب شترمرغ کا انڈا، شترمرغ کا انڈا زمین کی شکل سے مماثلت رکھتا ہے۔ لہٰذا قرآن کریم مکمل درستگی سے زمین کی شکل کی وضاحت کرتا ہے۔ حالانکہ اس وقت جب قرآن اتارا گیا یہ خیال کیا جاتا تھا کہ زمین چپٹی (Flat) ہے۔‘‘

(خطبات ذاکر نائک، قرآن اور جدید سائنس ص۴۳،۷۴)

یہاں پر ڈاکٹر صاحب سائنسی نظریہ سے مرعوب ہونے، نیز قرآن کریم کے موضوع (جو کہ توحید اور رسالت ہے اور باقی طبعیات وغیرہ کی باتیں ضمناً ہیں) کو نہ سمجھنے کی وجہ سے، زمین کی ہیئت کی تحقیق کرنے میں، آیت کریمہ سے غلط استدلال کرتے ہوئے آیت کی من مانی تشریح کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ ’’دحو‘‘ کا لفظ و مادہ عربی زبان میں پھیلانے اور پھیلاؤ کا مفہوم رکھتا ہے۔ اسی کے مطابق ’’دحھا‘‘ کی تفسیر وترجمہ زمین کو پھیلانے سے اور اس میں موجود اشیاء کے پیدا کرنے سے کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر) یہ لفظ و مادہ انڈے کے معنی میں نہیں آتا۔

۳...... احادیث نبویہ سے ناواقفیت:

ذخیرۂ حدیث سے ناواقفیت کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب نے بہت سی جگہوں پر صحیح احادیث کے خلاف مسائل بتلائے۔ نیز کتنے ہی مقامات پر کسی مسئلے پر متعدد احادیث ہونے کے باوجود یہ کہہ ڈالا کہ اس باب میں کوئی دلیل نہیں۔ ذیل میں ڈاکٹر صاحب کی احادیث سے جہالت یا دانستہ چشم پوشی کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

الف...... عورتوں کے لئے حالت حیض میں قرآن پڑھنے کا جواز:

ایک پروگرام ’’گفتگو‘‘ میں عورت کے خاص ایام کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: ’’قرآن وحدیث میں نماز کی رخصت ہے۔ لیکن کسی حدیث میں نہیں کہ وہ قرآن نہیں پڑھ سکتی۔‘‘

حالانکہ ترمذی شریف میں صریح حدیث ہے۔ ’’لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئاً من القرآن‘‘ یعنی جنبی اور حائضہ قرآن نہ پڑھیں۔

آپ غور کیجئے کہ ڈاکٹر صاحب نے صحیح وصریح حدیث کے موجود ہونے کے باوجود دعویٰ ہمہ دانی کرتے ہوئے اس کا انکار کر دیا۔

ب...... خون سے وضوٹو ٹنے پر، احناف کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے:

ڈاکٹر صاحب ایک تقریر میں خون سے وضوٹو ٹنے اور نہ ٹو ٹنے کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''بعض علمائے کرام خصوصاً فقہ حنفی سے متعلق علمائے کرام کے خیال میں خون بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ نماز کے دوران خون بہہ جانے کی صورت میں کس کو کیا کرنا چاہئے۔ اس سوال کے جواب میں ان کا فتویٰ (احناف کا فتویٰ) بہت طویل ہے۔ تاہم ان کے اس نقطۂ نظر کی تائید میں بظاہر کوئی ثبوت نہیں ہے۔''

(حقیقت ذاکر نائیک ص۲۱۴، مکتبہ مدینہ دیوبند)

یہاں پر ڈاکٹر صاحب نے فقہ حنفی سے متعلق علماء پر الزام لگا ڈالا کہ وہ بلاثبوت وضوٹو ٹنے کی بات کہتے ہیں۔ حالانکہ خون سے وضوٹو ٹنے کے سلسلے میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ نیز صحابہ کرامؓ کا تعامل بھی اسی پر رہا۔ ذیل میں چند روایتیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... ''اخرج البخاری عن عائشه (رضی الله عنها) قالت: جاء ت فاطمة بنت ابی حبیش الی النبی (صلی الله علیه وسلم) فقالت: یارسول الله! انی امرأة استحاض فلا اطهر، افادع الصلاة؟ قال: لا انما ذلك عرق ولیست بالحیضة فاذا اقبلت الحیضة فدعی الصلاة واذا ادبرت فاغسلی عنك الدم قال هشام: قال ابی ثم توضئ لکل صلاة حتی یجئ ذلك الوقت''

۲...... ''اذا رعف احدکم فی صلاته فلینصرف فلیغسل عنه الدم ثم لیعد وضوء ه ویستقبل صلاته اخرجه الدارقطنی ''یعنی دوران نماز اگر کسی کی نکسیر پھوٹ جائے تو اسے چاہئے کہ خون کو دھولے اور وضو دہرائے۔

۳...... ''عن زید بن ثابت (رضی الله عنه) الوضوء من کل دم سائل اخرجه ابن عدی فی الکامل (نصب الرایة للامام الزیلعی ج ۱ ص ۳۷) ''یعنی خون بہنے سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔

یہ اور ان کے علاوہ بہت سی روایات کے باوجود، ڈاکٹر صاحب صاحب نے اپنی ناواقفیت کا اظہار نہ کر کے مجتہدانہ دعویٰ کر دیا کہ بظاہر خون سے وضوٹو ٹنے پر کوئی ثبوت نہیں ہے۔

ج...... مرد وعورت کی نماز میں فرق کرنا جائز نہیں:

ایک دوسری جگہ ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب مرد اور عورت کی نماز میں فرق کے سلسلے فرماتے ہیں: ''کہیں بھی ایک صحیح و مستند حدیث نہیں ملتی۔ جس میں عورت کے لئے مرد سے علاحدہ طریقے کے مطابق نماز ادا کرنے کا حکم ہو۔ اس کے بجائے صحیح بخاری کی روایت ہے۔ حضرت ام درداءؓ روایت کرتی ہیں کہ التحیات میں عورتوں کو مردوں کی طرح بیٹھنے کا حکم ہے۔''

یہاں ڈاکٹر صاحب نے دو باتیں سراسر غلط کہیں ہیں۔

الف...... نماز میں مرد وعورت کے درمیان فرق کے سلسلے میں کوئی حدیث نہیں۔

ب...... حضور ﷺ نے عورتوں کو مردوں کی طرح بیٹھنے کا حکم دیا۔

ڈاکٹر صاحب نے پہلی بات کہہ کر ان تمام احادیث کا انکار کر دیا۔ جن میں مردوں اور عورتوں کی نماز کے درمیان فرق کا بیان موجود ہے۔ ذیل میں چند روایتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱...... ’’اخرج البخاری عن النبی (علیه السلام) انه قال: یا ایها الناس! مالکم حین نابکم شئ فی الصلاة، اخذتم فی التصفیق انما التصفیق للنساء (بخاری ج۱ ص۱۷۴، رقم الحدیث:٦٧٤)‘‘

۲...... ’’عن وائل بن حجر قال لی رسول اللّٰہ ﷺ یا وائل بن حجر! اذا صلیت فاجعل یدیك حذاء اذنیك والمراۃ تجعل یدیها حذاء ثدییها (المعجم الکبیر للطبرانی)‘‘

۳...... ’’عن یزید بن ابی حبیب ان رسول اللّٰہ (ﷺ) مرعلی امراتین تصلیان فقال: اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فان المرأۃ لیست فی ذلك کالرجل (اخرجه ابوداؤد مرسلاً والبیهقی موصولاً)‘‘

۴...... ’’سئل ابن عمر کیف کن النساء یصلین علی عهد رسول اللّٰہ (ﷺ) قال: کن یتربعن ثم امرن ان یتحفزن (جامع المسانید والسنن)‘‘

ان روایات میں مردوں اور عورتوں کی نماز میں مختلف طرح کے فرق کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی حدیثیں ہیں۔ اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے اور جہاں تک دوسری بات یعنی بخاری شریف میں عورتوں کو مردوں کی طرح بیٹھنے سے متعلق حکم نبوی کی بات۔ تو یہ ایک غلط انتساب ہے۔ حضرت ام الدرداء کی جس روایت کا ڈاکٹر ذاکر صاحب نے حوالہ دیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ’’وکانت ام الدرداء تجلس فی صلاتها جلسة الرجل وکانت فقیهة (بخاری شریف ج۱ ص۱۱٤)‘‘

اس میں کہیں بھی حضور ﷺ کے قول وفعل کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ ایک صحابیہ کا عمل ہے۔ جس کا ذکر کر کے امام بخاری نے اشارہ بھی کر دیا کہ وہ خود فقیہ تھیں۔ وہ اپنے اجتہاد سے ایسا کرتی تھیں۔ نیز امام بخاری ؒ نے اسے تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ سند ذکر نہیں کی ہے۔

۳...... ائمہ مجتہدین کے اتباع سے فرار اور مسائل فقہیہ میں سواد اعظم کی راہ سے نمایاں انحراف ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب اپنی تحریرات اور تقریرات کی روشنی میں کسی امام کے متبع معلوم نہیں ہوتے۔ بلکہ اباحیت، جدت پسندی نیز غیر مقلدیت اور لامذہبیت کے شکار ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کسی متعین امام کی تقلید نہیں کرتے۔ بلکہ ائمہ کی تقلید کرنے والے مخلص عوام کو عدم تقلید کی روش اپنانے کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے بیان کردہ مسائل میں کہیں کسی امام، کہیں کسی امام کا قول واستنباط کردہ حکم کو اپنی طرف منسوب کر کے نقل کرتے ہیں اور کہیں خود مجتہدانہ انداز پر مسئلے بیان کرنے لگتے ہیں۔ جب کہ ان کو مسائل نقل کرنے میں اس متعین امام کا نام لینا چاہئے۔ جنہوں نے اس مسئلے کا استنباط کیا ہے۔ تاکہ سننے والے کو یہ مغالطہ نہ ہو کہ قرآن وسنت سے صرف یہی ثابت ہے۔ اس کے علاوہ جو دوسری باتیں لوگوں کے عمل میں ہیں۔ چاہے وہ قرآن وحدیث سے ثابت اور ائمہ مجتہدین کا قول کیوں نہ ہو۔ غلط ہے۔

ذیل کی مثالوں سے مذکورہ باتوں کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

الف...... بلا وضو قرآن چھونا جائز ہے:

ڈاکٹر صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’بلا وضو قرآن کریم چھونے کی اجازت ہونی چاہئے۔‘‘

حالانکہ ڈاکٹر صاحب کا یہ قول، آیت کریمہ ’’لا یمسہ الا المطھرون‘‘ نیز تمام ائمہ مجتہدین کے خلاف ہے۔

ب...... خطبۂ جمعہ عربی زبان کے بجائے مقامی زبان میں ہونا چاہئے:

ایک موقعہ پر خطبۂ جمعہ سے متعلق ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: ’’میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں جمعہ کا خطبہ مقامی علاقائی اور مادری زبانوں میں دیئے جانے کا اہتمام کیا جائے۔ تا کہ...... الخ!‘‘

حالانکہ حضور ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک خطبۂ جمعہ عربی زبان میں دینے پر توارث چلا آرہا ہے۔ آج ڈاکٹر صاحب یہ دعوت دے رہے ہیں کہ خطبہ مقامی زبان میں ہونا چاہئے۔ تا کہ لوگ سمجھ سکیں۔ جب کہ یہ مصلحت (غیر عربی جاننے والوں کا سمجھنا) حضور ﷺ کے زمانے میں بھی موجود تھی۔ اس لئے کہ حضور علیہ السلام کے خطبے میں عرب کے علاوہ عجم کے لوگ بھی شریک ہوتے۔ لیکن حضور ﷺ نے ہمیشہ عربی زبان میں خطبہ دیا۔ کسی دوسری زبان میں خطبہ نہیں دلوایا اور نہ ہی بعد میں اس کا ترجمہ کروایا۔ اسی طرح صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ان کے متبعین عرب سے نکل کر عجم میں گئے۔ مشرق ومغرب میں اسلام پھیلایا۔ لیکن ہر جگہ ہمیشہ خطبۂ جمعہ عربی ہی میں دیا۔ حالانکہ ان حضرات کو تبلیغ دین کی ضرورت آج سے زیادہ تھی۔ جب کہ بعض صحابہ وتابعین ؓ عجمیوں کی زبان خوب جانتے تھے۔ لیکن پھر بھی خطبۂ جمعہ عربی ہی میں دیا کرتے تھے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے تعامل ومواظبت اور ساری امت کا توارث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خطبہ عربی زبان ہی میں ضروری ہے۔ یہاں تک کہ امام مالک ؒ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی صحت کے لئے خطبہ کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ پورا مجمع عجمیوں کا ہو۔ عربی کوئی نہ جانتا ہو اور اگر عربی میں خطبہ پڑھنے والا مجمع میں کوئی نہ ہو تو لوگوں پر ظہر کی ادائیگی لازم ہوگی۔ جمعہ ساقط ہو جائے گا۔‘‘ ولو کان الجماعۃ عجماً لا یعرفون العربیۃ فلو کان لیس فیھم من یحسن الاتیان بالخطبۃ عربیۃ لم یلزمھم جمعۃ (حاشیۃ الدسوتی علی الشرح الکبیر ج ۱ ص۳۷۸، نقلاً عن المقالات الفقھیۃ) ’’نیز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ فرماتے ہیں۔ خطبہ کا خاص عربی زبان ہی میں ہونا ضروری ہے کہ تمام مسلمانوں کا مشرق ومغرب میں ہمیشہ اسی پر عمل رہا ہے۔ (مصفی شرح موطا: ص۱۵۲، مطبع فاروق دہلی)

ج...... تین طلاق سے ایک ہی طلاق ہونی چاہئے:

ڈاکٹر ذاکر صاحب فرماتے ہیں: ’’تین طلاق کے لئے اتنی شرائط ہیں جن کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ سعودیہ کے تین سو فتوے موجود ہیں۔ اس لئے طلاق ایک ہے۔ آج کے حالات کے مطابق ایک ہونی چاہئے۔‘‘

(خطبات ذاکر نائک بحوالہ حقیقت ذاکر نائک ص۳۳۱)

حالانکہ صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ اربعہ اور جمہور امت نیز موجودہ دور کے سعودیہ عربیہ کے تمام معتبر

علماء کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاق سے تین ہی طلاق واقع ہوتی ہیں، ایک نہیں۔ اس مسئلے میں پوری تاریخ میں کسی معتبر عالم کا اختلاف نہیں۔ سوائے علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد علامہ ابن القیم کے۔ لیکن پوری امت (جن میں بڑے بڑے تابعین، چاروں ائمہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں) کے مقابلے میں ان دو حضرات کی رائے قطعاً قابل اتباع نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایسے اجماعی حکم کے خلاف مسئلہ بیان کر کے امت کو گمراہ کر رہے ہیں۔ یہ حکم یعنی تین طلاقوں سے تین ہی طلاق کا واقع ہونا قرآن کی آیت، بے شمار احادیث اور صحابہ کرام کے تعامل سے واضح طور پر ثابت ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱…… ’’وقال اللیث عن نافع کان ابن عمر اذا سئل عمن طلق ثلاثاً قال لو طلقت مرة اومرتین (لکان لك الرجعة) فان النبی ﷺ امرنی بهذا (ای بالمراجعة) فان طلقها ثلاثاً حرمت حتی تنکح زوجاً غیره (بخاری شریف ج۲ ص۷۹۲، نیز ج۲ ص۸۰۳)‘‘

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب اس شخص کے متعلق فتویٰ دریافت کیا جاتا جس نے تین طلاقیں دی ہوں تو فرماتے اگر تو نے ایک یا دو طلاق دی ہوتی (تو رجوع کر سکتا تھا) اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ کو اس کا (یعنی رجعت کا) حکم دیا تھا اور اگر تین طلاق دے دے تو عورت حرام ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے۔

۲…… ’’عن مجاهد قال کنت عند ابن عباس رضی اللہ عنہ فجاءه رجل فقال: انه طلق امراته ثلاثاً قال: فسکت حتی ظننت انه رادها الیه ثم قال ینطلق احدکم فیرکب الحموقة ثم یقول یا ابن عباس یا ابن عباس فان الله عزوجل قال ’’ومن یتق الله یجعل له مخرجا‘‘ عصیت ربك وبانت منك امراتك (اخرجه ابوداؤد ج۱ ص۲۹۹، باب فی الطلاق علی الهزل، رقم:۱۸۷۸)‘‘

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ خاموش رہے میں سمجھا کہ وہ اس کی بیوی کو لوٹا دیں گے۔ (رجعت کا حکم دیں گے) مگر فرمایا: تم میں سے کوئی شخص حماقت کر بیٹھتا ہے۔ (تین طلاق دے دیتا ہے) پھر چلاّ تا ہے۔ ابن عباس! ابن عباس! تو (سنو) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے راہ نکالتے ہیں۔ تم نے تو اپنے رب کی نافرمانی کی (تین طلاق دے دی) اس لئے تمہاری بیوی تم سے جدا ہوگئی۔‘‘

۳…… ’’وعن مالك بلغه ان رجلا قال لعبد الله بن عباس انی طلقت امراتی مائة تطلیقة فماذا تری علی؟ فقال ابن عباس طلقت منك بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آیات الله هزوا (اخرجه الامام مالك ص۱۹۹)‘‘

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ روایت پہنچی کہ ایک آدمی نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں۔ آپ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ (ان میں سے) تین طلاقیں تیری بیوی پر پڑ گئیں اور ستانوے طلاقوں سے تو نے اللہ کی آیتوں کا کھلواڑ کیا۔

۴…… ’’عن مالك بلغه ان رجلا جاء الی عبدالله ابن مسعود فقال انی طلقت امراتی ثمانی تطلیقات قال ابن مسعود، فماذا قیل لك؟ قال قیل لی انها قد بانت منی فقال ابن مسعود صدقوا (الموطا للامام مالك ص۱۹۹)‘‘

حضرت امام مالک ؒ کو یہ روایت پہنچی کہ ایک آدمی عبداللہ ابن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے پوچھا کہ لوگوں نے تمہیں کیا کہا؟ اس نے جواب دیا کہ میری بیوی بائنہ ہوگئی تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ سچ کہا۔ (یعنی تین طلاقیں پڑ گئیں)

۵…… ’’حدثنا علی بن محمد بن عبید الحافظ نا محمد بن شاذان الجوهری نامعلی بن منصور ناشعیب بن رزیق ان عطاء الخراسانی حدثهم عن الحسن قال ناعبدالله بن عمرانه طلق امراته تطلیقة وهی حائض ثم اراد ان یتبعها بتطلیقتین اخریین عند القراین فبلغ ذلك رسول الله ﷺ فقال یا ابن عمر ما هكذا امرك الله انك قد اخطات السنة والسنة ان تستقبل الطهر فیطلق لكل قرء قال فامرنی رسول الله ﷺ فراجعتها ثم قال اذا هی طهرت فطلق عند ذلك او امسك فقلت یا رسول الله ارایت لو انی طلقتها ثلثاً اكان یحل لی ان اراجعها قال لا كانت تبین منك وتكون معصیة (سنن دارقطنی ج۲ ص۴۳۸، زاد المعاد ج۲ ص۲۵۷، مصنف ابن ابی شیبة بحواله عینی شرح كنز ص۱۴۱، سنن دارقطنی ج۴ ص۳۱، مطبوعة قاهرة)‘‘

حضرت حسن کا بیان ہے کہ ہم سے حضرت ابن عمرؓ نے بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنی اہلیہ کو حالت حیض میں ایک طلاق دے دی۔ پھر ارادہ کیا کہ دو طہروں میں بقیہ دو طلاقیں دے دیں گے۔ حضور اقدس ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابن عمرؓ! اس طرح اللہ نے تم کو حکم نہیں کیا ہے۔ تم نے سنت طریقہ کے خلاف کیا (کہ حالت حیض میں طلاق دے دی) سنت طریقہ یہ ہے کہ طہر کا انتظار کیا جائے اور ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مجھے رجوع کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ میں نے رجوع کر لیا۔ پھر فرمایا جب وہ پاک ہو جاوے تو تم کو اختیار ہے چاہو تو طلاق دے دینا یا اس کو روکے رکھنا۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں نے تین طلاقیں دی ہوتیں تو کیا میرے لئے رجوع کرنا جائز ہوتا؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس صورت میں بیوی تم سے جدا ہو جاتی اور تمہارا یہ فعل (تین طلاقیں ایک ساتھ دینا) گناہ ہوتا۔

آپ نے دیکھا کہ مذکورہ بالا حدیثوں میں تین طلاق سے تین ہی طلاق کے واقع ہونے کا حکم ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی روایتیں صراحتہً اس پر دلالت کرتی ہیں کہ تین طلاقوں سے تین ہی طلاق واقع ہوں گی۔ ایک نہیں۔

نوٹ: ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب نے اپنی تقریر میں سعودیہ کے تین سو علماء کے فتاوے کا حوالہ دیا۔ پھر اپنی رائے بھی پیش کی۔ لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ کون سے علماء ہیں۔ جب کہ سعودی عرب کی تحقیقات علمیہ کے مؤقر مفتیان نے تین طلاق سے تین ہی طلاق کا فتویٰ دیا ہے۔ قرارداد اس طرح ہے:

’’بعد الاطلاع علی البحث المقدم من الامانة العامة لهیئة کبار العلماء والمعد من قبل لجنة الدائمة للبحوث والافتاء فی موضوع الطلاق الثلاث بلفظ واحد وبعد دراسة المسالة وتداوّل الرای واستعراض الاقوال التی قیلت فیها ومناقشة ما علی کل قول من ایراد توصل المجلس باکثریته الی اختیار القول بوقوع الطلاق الثلاث بلفظ واحد ثلاثاً (مجلة البحوث الاسلامیة، المجلد الاوّل، العدد الثالث سنة ۱۳۹۷ھ)‘‘

د...... ڈاکٹر صاحب ایک پروگرام ’’گفتگو‘‘ میں تقریر کرتے ہوئے مشورہ دیتے ہیں کہ: ’’مسلمانوں کو ایسا طریقہ اپنانا چاہئے کہ پوری دنیا میں ایک دن عید ہو سکے۔‘‘

ڈاکٹر صاحب کی یہ رائے ارشاد نبوی ’’صوموا الرؤیته وافطروا الرؤیته ‘‘یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو، کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ عقل سلیم کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے کہ وحدت عید کا مسئلہ اصل میں اس بنیاد سے پیدا ہوتا ہے کہ عید کو ایک تہوار یا ملکی تقریب یا قومی ڈے قرار دیا جائے۔ مگر یہ انتہائی غلط سوچ ہے۔ اس لئے کہ ہماری عیدیں، رمضان اور محرم کوئی تہوار نہیں۔ بلکہ سب کی سب عبادات ہیں۔ نیز اوقات کا ہر ملک ہر خطہ میں وہاں کے افق کے اعتبار سے مختلف ہونا لازمی ہے۔ ہم ہندوستان میں جس وقت عصر کی نماز پڑھتے ہیں اس وقت واشنگٹن میں صبح ہوتی ہے۔ جس وقت ہم ہندوستان میں ظہر کی نماز ادا کرتے ہیں۔ اس وقت لندن میں مغرب کی نماز ہو چکی ہوتی ہے۔ نیز ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ملک میں جمعہ کا دن ہوتا ہے تو دوسرے میں ابھی جمعرات ہے اور تیسرے میں سنیچر کا دن شروع ہو چکا ہے۔ ان حالات میں کسی ایک دن میں پوری دنیا والوں کے عید منانے کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے۔

الغرض ان تنقیدات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب بہت سے مسائل میں اہل سنت والجماعت کے عقائد سے ہٹے ہوئے ہیں۔ قرآن وحدیث کی تشریح میں لغت عرب اور سلف سے منقول تفاسیر کو نظرانداز کر کے عقل خام کی مدد سے تفسیر کر کے تحریف معنوی کے شکار ہیں۔ نیز وہ (ڈاکٹر صاحب) علوم شرعیہ اور مقاصد شریعت سے گہری واقفیت نہ ہونے کے باوجود کسی امام کی تقلید نہیں کرتے۔ بلکہ الٹے وہ ائمہ مجتہدین پر تنقید کرتے ہیں۔ اس لئے ان (ڈاکٹر صاحب) کی باتیں ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ ان کے پروگرام کو دیکھنا، ان کے بیانات سننا اور بلاتحقیق ان پر عمل کرنا سخت مضر ہے اور چونکہ واقعی تحقیق کرنا ہر کس وناکس کی بات نہیں۔ اس لئے ان کے پروگرام سے عامۃ المسلمین کو احتراز کرنا ضروری ہے۔ نیز ہر مؤمن کو یہ بات ہمیشہ مستحضر رکھنا چاہئے کہ دین کا معاملہ جو ایک حساس معاملہ ہے۔ انسان دین کی باتیں سنتا اور ان پر عمل کرتا ہے۔ صرف آخرت میں نجات پانے کے لئے۔ اس میں صرف نئی نئی تحقیق، برجستہ جوابات، حوالوں کی کثرت اور لوگوں میں بظاہر مقبولیت دیکھ کر، بلاتحقیق کسی کی بات پر ہرگز عمل نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ انسان پر ضروری ہے کہ وہ غور کر لے کہ وہ آدمی دینی علوم میں کیا اہلیت رکھتا ہے؟ کن اساتذہ سے علم حاصل کیا ہے؟ کس ماحول میں اس کی پرورش ہوئی۔ اس کی وضع قطع، لباس، ہیئت دیگر علماء وصلحاء سے میل کھاتی ہے یا نہیں؟ نیز معاصر قابل اعتماد علماء اور مشائخ کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اسی طرح یہ بھی دیکھ لینا ضروری ہے کہ اس سے متاثر ہونے والوں اور اس کے گرد جمع ہونے والوں میں صحیح دینی شعور

رکھنے والے کتنے ہیں اور دینی خدمات سے وابستہ معتبر لوگ کس حد تک؟ اگر کچھ معتبر لوگ قریب ہیں تو ان سے معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کی نوعیت کیا ہے؟ اور وہ کیوں قریب ہیں؟ ایسا تو نہیں کہ کسی غلط فہمی، معلومات کی کمی یا کسی مصلحت مزعومہ کے تحت وہ قریب دکھائی دے رہے ہوں؟ حاصل یہ ہے کہ ان تمام باتوں کی تحقیق کے بعد اگر اطمینان ہو جائے، تبھی دینی معاملے میں اس کی باتیں قابل اعتبار اور لائق عمل ٹھہریں گی۔ ورنہ اس سے دور رہنے ہی میں ایمان کی سلامتی ہے۔ مشہور تابعی محمد بن سیرین کا مقولہ ہے۔''ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم ''یعنی دین کی باتوں کو سننے اور سیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ خوب غور کر لو کہ کیسے لوگوں سے علم حاصل کر رہے ہو اور دین سیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

زین الاسلام قاسمی الہ آبادی............ نائب مفتی، دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

۲۰ ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ، ۲۴ فروری ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح:.......حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ.......محمود حسن غفرلہ بلند شہری.......وقار علی غفرلہ.......فخر الاسلام عفی عنہ

فتویٰ نمبر ۱۲۲=۴۴۸ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

آہ حافظ محمد اکبر اعوان ؒ رحیم یار خان

حافظ محمد اکبر اعوان ؒ بھی چل بسے۔ غالباً میانوالی کے اعوان تھے۔ رحیم یار خان میں آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مرحوم جرأت مند، بہادر اور دبنگ انسان تھے۔ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ کلمۂ حق ڈنکے کی چوٹ کہتے اور برملا کہتے۔ بندہ کی ابتدائی تقرری ۱۹۷۶ء میں رحیم یار خان میں ہوئی۔ تین سال تک میل ملاقات رہی۔ موصوف ان دنوں مجلس احرار اسلام کے سرگرم کارکنوں میں سے تھے۔ جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری ؒ، ابن امیر شریعت حضرت مولانا عطاء المحسن بخاری ؒ سے دوستانہ نیازمندی تھی۔ سال میں کئی مرتبہ شاہ صاحبان تشریف لاتے۔ ان کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ عثمانیہ میں خطاب فرماتے۔ بخاری برادران کی وفات کے بعد کالعدم سپاہ صحابہ، جمعیت علماء اسلام (س) کے پلیٹ فارم سے اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ گذشتہ سال ایک تبلیغی پروگرام میں جانا ہوا تو برادرم مولانا راشد مدنی سے درخواست کی کہ حافظ صاحب سے ملاقات ہو جائے۔ چنانچہ مولانا راشد مدنی لے کر گئے۔ بڑے عرصہ کے بعد ملاقات پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ جماعتی امور اور رفقاء کے متعلق گفتگو فرماتے رہے اور مفید مشوروں سے نوازا اور کافی دیر تک ملاقات رہی۔ روزنامہ اسلام ملتان مورخہ ۲ محرم الحرام سے معلوم ہوا کہ مرحوم بھی یکم محرم الحرام ۱۴۳۳ھ کو اس دنیائے فانی سے عالم باقی کی طرف کوچ کر گئے۔ ان کی نماز جنازہ جامعہ عبداللہ بن مسعود ؓ خان پور کے مہتمم مولانا حبیب الرحمان درخواستی نے پڑھائی جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرما کر سیأت سے درگذر فرمائیں اور ان کے ساتھ اپنے شایان شان معاملہ فرمائیں اور ادارہ ان کے ورثاء کے غم میں برابر کا شریک اور ان کی مغفرت کے لئے دعاگو ہے۔

احتساب قادیانیت جلد ۳۹ کا مقدمہ!

مولانا اللہ وسایا!

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء · اما بعد!

قارئین کرام! لیجئے محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ’’احتساب قادیانیت‘‘ کی جلد نمبر انتالیس (۳۹) پیش خدمت ہے۔

⊛...... اس جلد میں سب سے پہلا رسالہ:

۱...... تائید آسمانی در رد نشان آسمانی: ہے۔ اس رسالہ کے مؤلف حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ ہیں جو ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے۔ مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔ (جیسا کہ اس نے خود اپنی کتاب ’’کتاب البریہ‘‘ میں لکھا ہے) اس لحاظ سے مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ مرزا قادیانی کے ہم عصر ہیں۔ مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ کا وصال ۱۹۰۵ء میں ہوا۔ جب کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مردود ہوا۔ مولانا ولی اللہ ولی ہانسویؒ کی پیش گوئیوں پر مشتمل ۱۵۲ اشعار کا رسالہ مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ کا مملوکہ مرزا قادیانی کے پاس رہا۔ جیسا کہ خود مولانا تھانیسریؒ نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔ اس رسالہ میں مرزا قادیانی نے تحریف کی اور غلط طور پر ولی ہانسویؒ کے اشعار کو اپنے اوپر فٹ کیا۔ جس اپنے کتابچہ میں مرزا قادیانی نے یہ کھیل کھیلا اس رسالہ کا نام اس نے ’’نشان آسمانی‘‘ رکھا۔ مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ نے مرزا ملعون کے رسالہ ’’نشان آسمانی‘‘ کا رد لکھا۔ جس کا نام ’’تائید آسمانی در رد نشان آسمانی‘‘ تجویز کیا۔ آپ نے ۱۸۹۲ء میں یہ رسالہ لکھا۔ اس رسالہ کے شائع ہونے کے بعد سولہ سال مرزا قادیانی زندہ رہا۔ لیکن مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ کے رسالہ کا جواب دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ یوں یہ رسالہ لکھ کر مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ نے مرزا قادیانی کو ’’سولہ آنے جھوٹا‘‘ ثابت کر دیا۔

ایک سوبیس سال قبل کے رسالہ کو احتساب کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت پر میری خوشیوں کے ٹھکانہ کا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے؟ مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ کے فیض یافتگان سے براہ راست فیض یافتہ تھے۔ آپ نے مرزا قادیانی کی مجلسوں میں جا جا کر مرزا قادیانی کے حالات کو دیکھا۔ جوں جوں دیکھتے گئے توں توں مرزا قادیانی کا کفر مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ پر الم نشرح ہوتا گیا۔ یہ ساری تفصیل آپ اس رسالہ میں پڑھیں گے۔ پڑھیں اور سر دھنیں کہ تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء میں سے مرزا قادیانی کا جس جس نے زمانہ پایا۔ سبھی نے مرزا قادیانی کے کفر کا اعلان کیا۔ چاہے وہ مولانا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سے لے کر مولانا جماعت علی شاہؒ تک ہوں، یا مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے لے کر شاہ عبدالرحیمؒ ولایتی تک ہوں، یا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے لے کر مولانا محمد لدھیانویؒ تک ہوں، یا مولانا نواب صدیق حسن خانؒ سے لے کر مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ تک ہوں، یا مولانا علی

الحائریؒ سے لے کر سید آل حسن زیدیؒ تک ہوں۔ ان میں مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ بھی صف اوّل میں شامل ہیں۔ جنہوں نے مرزا قادیانی کو دیکھا اور اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کافر و کذاب تھا۔ رد میں یہ رسالہ لکھا۔

❀...... اس جلد میں امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد (وفات: فروری ۱۹۵۸ء) کا ایک رسالہ جس کا نام ہے:

۲...... نئے ظہور پر ایمان: ۱۹۲۶ء کے ماہ جون میں کسی صاحب نے امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ سے دریافت کیا تھا۔ قادیانیوں کے اس دعویٰ میں کہاں تک صداقت ہے کہ ''مسلمانوں کو حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ ظہور پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔'' اس کے جواب میں آپ نے جو مکتوب ارسال فرمایا وہ اس کتابچہ میں آپ ملاحظہ کریں گے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کی یہ خط و کتابت ادبستان لاہور ۱۹۵۲ء نے ''نئے ظہور پر ایمان'' کے نام سے شائع کی تھی۔ قریباً ساٹھ سال بعد دوبارہ ہم اس کو جلد ہذا میں محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ قادیانی عیاری کا دنداں شکن جواب بھی ہے اور ایک تاریخی ورثہ بھی۔ الحمدللہ! کہ یہ اس جلد میں محفوظ ہوگیا۔ فالحمدللہ!

❀...... اس جلد میں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (وفات: دسمبر ۱۹۹۹ء) کے ''رد قادیانیت'' پر تین رسائل شامل اشاعت ہیں۔ مولانا ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مہتمم، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے رکن، دمشق یونیورسٹی کے مشیر، دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن، عرب وعجم کے رئیس العلماء، قافلہ حریت کے سرخیل، برصغیر پاک وہند کی موجودہ دور میں سب سے بڑی علمی اور روحانی شخصیت تھے۔ تین صد کتابوں کے آپ مصنف تھے۔ تاریخ، سیرت وسوانح آپ کے پسندیدہ مضامین تھے اور انہیں عنوانات پر آپ کی زیادہ تر تصانیف ہیں۔ قدرت نے اتنی جامعیت بخشی تھی کہ اردو کی طرح عربی زبان پر آپ کو نہ صرف عبور تھا۔ بلکہ اکثر کتابیں آپ نے اصلاً عربی میں تصنیف فرمائیں۔ بعد میں اردو کا ان کو جامہ پہنایا گیا۔ عربی ادب کے بھی آپ امام مانے جاتے تھے۔ ان کے علم وفضل کے سامنے عرب وعجم کے علماء کی گردنیں جھکتی نظر آتی تھیں۔ قدیم وجدید علم پر آپ کو دسترس تھی۔ شرق وغرب نے آپ کے علم کی گہرائی کا سکہ مانا۔ ہزاروں شاگرد، لاکھوں عقیدت مند، بیسوں مساجد ومدارس آپ کی یادگار ہیں۔

آپ کی بیعت کا تعلق قطب الارشاد حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ سے تھا۔ آپ حضرتؒ سے مجاز بھی تھے اور غالباً ہندوستان میں آپ حضرت رائے پوریؒ کے آخری خلیفہ تھے۔ آپ کے وصال سے مساجد ومدارس کی طرح خانقاہوں کی علمی وعملی رونق بھی متاثر ہوئی۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حکم پر آپ نے لاہور میں بیٹھ کر عرب دنیا کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے ''القادیانیہ'' عربی زبان میں تحریر فرمائی۔ اس کے مقدمہ میں آپ نے فرمایا کہ میرے پاس دو کتب خانے جمع ہیں۔ ایک خاموش یعنی کتابیں ہیں۔ دوسرا بولنے والا کتب خانہ یعنی حضرت مولانا محمد حیاتؒ ہیں۔ شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حکم پر تمام تر حوالہ جات فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ اور مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے ان کو مہیا فرمائے۔

یہاں سے مسودہ تیار کر کے لکھنؤ تشریف لے گئے اور پھر سب سے پہلے عربی ایڈیشن کی اشاعت کا دمشق

سے اہتمام کیا گیا اور یہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے شائع کی اور پھر مصنف کے توسط سے دنیا بھر کے علماء ومشائخ بالخصوص عرب دنیا میں تقسیم ہوئی۔ اس کے بعد خیال ہوا کہ اس کتاب کو اردو میں منتقل کیا جائے۔ چنانچہ اردو ایڈیشن میں عربی سے اردو میں حوالہ جات کو منتقل کرنے کی بجائے مرزائیوں کی اصل اردو کتابوں سے ہی حوالہ جات کو نقل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے مولانا محمد علی جالندھریؒ کو ذیل کا خط تحریر فرمایا۔ یہ مورخہ ۶ ؍مئی ۱۹۵۸ء کا خط ہے۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا:

باسمہ!

محبی ومخدومی زیدلطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید کہ مزاج بخیر ہوگا!

میں اپنی طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے رائے بریلی میں تاخیر سے آیا۔ فہرست مآخذ (یعنی قادیانی کتب کے متعلق دیکھنا تھا۔ کچھ کتابیں ندوۃ العلماء میں ہیں یا نہیں؟ چنانچہ مقابلہ کر کے ان کتابوں کو حذف کر دیا جو یہاں موجود ہیں تاکہ پاکستان سے انہیں لانے کی زحمت سے بچیں۔ اب وہی کتابیں لکھ رہا ہوں جو یہاں نہیں ہیں اور ان کو وہیں (پاکستان) سے لانا پڑے گا۔ آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ ’’فیصلہ آسمانی‘‘ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اور علاوہ ازیں مولانا مونگیریؒ کی تقریباً ۱۲،۱۳ کتابیں اور رسالے ردقادیانیت میں کتب خانہ ندوۃ العلماء میں موجود ہیں۔ کئی روز سے لاہور کا کوئی خط نہیں آیا۔ جس سے کچھ نظام سفر کا حال معلوم ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ حضرت والا دامت برکاتہم (حضرت رائے پوریؒ) کے مزاج مبارک بالکل بعافیت ہوں گے۔ مخدومی مولانا عبدالجلیل صاحب کی خدمت میں دوہی روز ہوئے ہوں گے۔ ایک خط ارسال خدمت کیا ہے۔ مولانا محمد حیات کی خدمت میں میری طرف سے بہت سلام۔ قلم زد کتابیں یہاں کتب خانہ میں موجود ہیں۔

والسلام! ...... آپ کا علی ...... مورخہ ۱۶ ؍شوال المکرم ۱۳۷۷ھ

چنانچہ آپ کا خط ملتے ہی حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے جواب اور پھر کتابیں ڈاک سے بھجوا دیں اور ساتھ ہی تحریر کیا کہ اردو ایڈیشن (قادیانیت) لکھنؤ سے شائع کرالیں۔ رقم مجلس تحفظ ختم بنوت پاکستان کے بیت المال سے بھجوادی جائے گی۔ چنانچہ اس کے جواب میں مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے تحریر فرمایا:

حضرت مولانا المحترم زیدہ مجدہ والطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید کہ مزاج بخیر ہوگا!

گرامی نامہ اور اس کے بعد رجسٹرڈ پیکٹ ملا۔ اس توجہ کے لئے شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ جناب نے بھی لکھنؤ میں طباعت کی تاکید فرمائی ہے اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ابھی مصارف کا کوئی اندازہ نہیں۔ رقم کا پہنچنا بہت مشکل ہے۔ البتہ یہ صورت ممکن ہے کہ حضرت والا (حضرت رائے پوریؒ) کے ساتھ جو رفقاء خدام رائے پور تشریف لائیں وہ قانونی رقوم اپنے ساتھ لے آئیں۔ یعنی جتنی رقم لانے کی

(قانوناً) اجازت ہے۔ ہر ایک رفیق اتنی ہی رقم لے آئے۔ علی الحساب وہ رائے پور میں محفوظ رہے۔ جب ضرورت ہو وہاں سے حاصل کر لی جائے۔ ابھی مجھے خود مصارف کا اندازہ نہیں۔ کتابوں کی فہرست یہ معلوم کرنے کے بعد کہ کتب خانہ ندوۃ العلماء میں کون سی کتابیں ہیں۔ بعد میں بھجواؤں گا۔ بڑی عنایت ہوگی۔ اگر حضرت شاہ (سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) صاحب مدظلہ کی خدمت میں میرا اسلام نیاز پہنچا دیا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ ...... طالب دعا: ابوالحسن علی

جواب کا پتہ: مرکز دعوت اصلاح و تبلیغ کچہری روڈ لکھنو

غرض آپ کو ردقادیانیت کے عنوان پر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے لگایا تھا۔ آپ کی اس متذکرہ کتاب کے عربی اردو انگریزی کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

البتہ سب سے پہلے اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت مجلس تحفظ ختم نبوت کے حصہ میں آئی۔ اس کے علاوہ ردقادیانیت پر آپ کے مندرجہ ذیل مقالہ جات بھی ہیں:

۱...... القادیانیہ صورۃ علی نبوۃ محمدیہ۔

۲...... قادیانیت اسلام اور نبوت محمدیہ کے خلاف ایک بغاوت۔

۳...... القادیانیہ والقادیانیہ دراستہ و تحلیل۔

پاکستان میں جب قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تو آپ نے حضرت شیخ بنوریؒ کو جو والا نامہ تحریر فرمایا وہ یہ ہے:

’’سب سے پہلے تو آپ کو اس عظیم کامیابی پر آپ کے اسلاف کے ایک ادنیٰ نیاز مند کی حیثیت سے مخلصانہ مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جس کے متعلق بدیع الزمان الهمداني! کے یہ الفاظ بالکل صادق ہیں۔ فتح فاق الفتوح وامنت علیه الملائکه والروح! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کے اس کارنامہ سے آپ کے جد امجد حضرت سید آدم بنوریؒ اور ان کے شیخ حضرت امام ربانیؒ اور آپ کے استاذ و مربی حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی روح ضرور مسرور ہوئی اور اس کی بھی امید ہے کہ روح مبارک نبوی علیها الف الف سلام! کو بھی مسرت حاصل ہوئی ہوگی۔ فهنیاًلکم وطوبیٰ! اگر میری ملاقات ہوئی تو میں آپ کے دست مبارک کو بوسہ دے کر اپنے جذبات کا اظہار ضرور کروں گا۔‘‘ (ماہنامہ بینات حضرت بنوریؒ نمبر ص۳۶۲، محرم الحرام ۱۳۹۸ھ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چناب نگر میں اپنا مرکز قائم کیا۔ حضرت مولانا علی میاںؒ ڈھڈیاں سے واپسی پر حضرت مولانا محمد حیاتؒ کو ملنے کے لئے تشریف لائے۔ گزشتہ چند سالوں میں فتنہ قادیانیت نے دوبارہ انڈیا میں پر پرزے نکالنے شروع کئے تو دارالعلوم دیوبند کے ذمہ دار حضرات نے مجلس تحفظ ختم نبوت کل ہند کی بنیاد رکھی اور ایک عظیم الشان سیمینار کا اہتمام کیا۔ اس میں آپ برابر کے شریک سفر رہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کل ہند کے زیر اہتمام مورخہ ۱۴ر جون ۱۹۹۷ء کو عظیم الشان کل ہند سطح پر کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے متعلق آپ نے حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند کو ذیل کا والا نامہ تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

گرامی منزلت جناب مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، زیدت مکارمہ!

امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ دارالعلوم کے جلسہ انتظامی (مجلس شوریٰ) میں شرکت کا دعوت نامہ اور ردقادیانیت کے جلسہ کی اطلاع لکھنؤ میں ملی تھی۔ راقم نے اپنی صحت کی کمزوری، سن رسیدگی اور کچھ دن آرام کے لئے بمبئی کے سفر اور قیام کا ذکر کر کے حاضری سے معذرت کا خط لکھا تھا، جو پہنچا ہوگا۔ لیکن بمبئی میں ۴؍جون کا روزنامہ ''انقلاب'' دیکھا تو اس میں ۱۴؍جون کو دہلی میں ردقادیانیت کے جلسہ کی جو دارالعلوم دیوبند کی طرف سے اور آپ کے زیر اہتمام منعقد ہو رہا ہے، اطلاع پڑھی۔ اس سے بہت خوشی ہوئی اور یہ ارادہ کرلیا کہ میں قیام کو مختصر کر کے ۱۳؍جون کو دہلی میں پہنچ جاؤں اور جلسہ میں شرکت کی سعادت جو دینی غیرت کا تقاضا ہے، حاصل کروں۔ چنانچہ یہ پروگرام بنالیا کہ ۱۳؍جون تک دہلی پہنچ جاؤں اور ۱۴؍جون کو جلسہ میں شریک ہوں۔ میں صدق دل سے آپ کو، دارالعلوم کو اور اس جلسہ کے تمام محرکین کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے بروقت قدم اٹھایا اور دارالعلوم کی روایات دفاع عن الدین او دفاع عن العقیدۃ السلامیہ کا ثبوت دیا۔ راقم بمبئی کے قیام میں قادیانیت ہی پر تبصرہ اور اس کے سلسلہ میں کچھ لکھ رہا تھا۔ اس سے پہلے قادیانیت پر عربی میں مستقل کتاب لاہور میں لکھ چکا تھا جو بلاد عربیہ میں بہت مقبول ہوئی اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے اس وقت تک اس کے پانچ ایڈیشن نکالے ہیں اور انگریزی ترجمہ کے بھی دو ایڈیشن شائع کئے۔ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء کی طرف سے آپ کی خدمت میں عربی اور اردو ایڈیشن کے بعض رسائل پہنچے ہوں گے۔

اطلاعاً آپ کی خدمت میں یہ عریضہ لکھا جارہا ہے۔ راقم کا قیام اوکھا جامعہ نگر میں مولوی عباس صاحب ندوی کے مکان پر رہے گا۔ جلسہ میں انشاء اللہ! شرکت کی سعادت حاصل کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر طرح سے مفید اور کامیاب کرے۔ برائے کرم ہمارا سلام اور مبارک باد صاحبزادہ گرامی قدر مولانا اسعد میاں کی خدمت میں بھی پہنچادیجئے۔ اطال اللہ بقاۂ! راقم: ابوالحسن علی ندوی، بقلم عبدالرزاق ندوی، بمبئی، سہاگ پیلس مدن پورہ

مورخہ ۵؍جون ۱۹۹۷ء

(منقول از ماہنامہ آئینہ دارالعلوم دیوبند مورخہ ۱۵؍جون تا ۱۵؍جولائی ۱۹۹۷ء)

چنانچہ دہلی تشریف لائے اور قادیانیوں کے خلاف معرکہ کی تقریر فرمائی۔ اسی طرح لکھنؤ میں دنیا بھر کے سکالروں کا سیمینار منعقد کیا گیا۔ اس میں بھی قادیانیوں کے متعلق علمی مقالہ جات پیش ہوئے۔ غرض مولانا کا وجود انعام الٰہی تھا۔ آپ نے قادیانی فتنہ کے خلاف تین کتب ورسائل تحریر فرمائے جو اس جلد میں پیش خدمت ہیں:

۱/۳...... قادیانیت (مطالعہ وتجزیہ): جیسے تفصیل گذر چکی کہ پہلی یہ عربی میں تھی۔ پھر اسے اردو کا قالب پہنایا۔ اردو ایڈیشن اس جلد میں شامل ہے۔

۲/۴...... قادیانیت اسلام اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت: یہ مضمون آپ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران تحریر فرمایا۔ تخریب پسند تحریکیں نامی کتاب ۱۹۷۲ء میں رابطہ عالم اسلامی نے شائع کی۔ اس میں سے یہ مضمون لے کر اس کتاب میں شامل کیا ہے۔

ضمیمہ: تخریب پسند تحریکیں شائع کرتے وقت رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل جناب فضیلۃ الشیخ محمد صالح قزاز نے تقریظ لکھی اور مصر کے معروف عالم وسکالر جناب حسنین مخلوف نے پیش لفظ تحریر کیا۔ ہم نے ضمیمہ کے طور پر ان دونوں کو جمع کر دیا ہے۔

۳/۵...... قادیانیت کا ظہور: اس کا دعویٰ اور دعوت اور اس کے مؤید وسرپرست، یہ تیسرا رسالہ ہے جو حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا اس جلد میں شائع کیا گیا ہے۔

۶...... رفع الحجاب عن وجہ الکذاب: جو مولانا شہاب الدین صاحب کی مرتب کردہ ہے۔ مولانا شہاب الدین جامع مسجد چوبرجی کوارٹرلاہور کے خطیب تھے۔ آپ نے یہ کتاب ستمبر ۱۹۵۲ء میں تحریر فرمائی۔ جب لاہور میں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے حالات پیدا ہورہے تھے۔ اس زمانہ کی یہ مرتب کردہ کتاب ہے۔

۱/۷...... قادیانیوں کا چہرہ ان کے اصلی آئینہ میں: مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری (وفات نومبر ۲۰۰۱ء) کا یہ رسالہ مرتب کردہ ہے۔ جو اکتوبر ۱۹۸۸ء میں دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا۔ مولانا عاشق الٰہی بلندشہری بلند پایہ عالم دین تھے۔ آپ عرصہ تک دارالعلوم کراچی، پاکستان کے مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ کی زیر پرستی پڑھاتے رہے۔ آپ نے عربی میں ایک رسالہ ماہی القادیانیہ بھی تحریر کیا۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے بھی شائع کیا۔ ہم نے اس جلد میں ''قادیانیوں کا چہرہ'' صرف اردو کا رسالہ لیا ہے۔ مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ کراچی سے ہجرت کر کے حجاز مقدس چلے گئے۔ مدینہ طیبہ میں آپ کا قیام رہا۔ آپ کا معمول رہا کہ عصر سے عشاء تک اور صبح تہجد سے اشراق تک مسجد نبوی میں قیام کرتے۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں خوب ذوق وشوق سے عبادت گذاری کے ساتھ ساتھ علمی خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے قیام مدینہ کے دوران بہت تصنیفی خدمات سرانجام دیں۔ ان میں ایک اردو کی تفسیر بھی ہے۔ جس کا نام ''انوارالبیان'' ہے۔ جو ۹ رجلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ اکثر وبیشتر پاکستان کے دینی رسائل کے لئے مضامین بھی تحریر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا مدینہ طیبہ میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ کا ایک مضمون کا نام تھا:

۲/۸...... مرزائیوں کے غور وفکر کے لئے (خیرخواہی کے جذبہ سے): یہ مضمون مولانا عاشق الٰہی صاحب نے لکھ کر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی خدمت میں بغرض اشاعت پیش کیا۔ حضرت قبلہؒ کے حکم پر خانقاہ سراجیہ کندیاں کے متوسل جناب حافظ نذیر احمد صاحب نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔

۱/۹...... نبوت کے نام پر قرآن پاک میں شرمناک تحریف: فیصل آباد میں مسیحی حضرات کے نامور پادری تھے۔ جناب ڈیوڈ منہاس۔ اللہ رب العزت نے انہیں توفیق بخشی۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اب آپ کا نام ''مولانا عبدالرحیم منہاج'' قرار پایا۔ مولانا عبدالرحیم منہاج نے مرزا قادیانی کے بیٹا مرزا محمود کی نام نہاد تفسیر صغیر سے

تحریف کے چند نمونے جمع کئے۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی وحضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے اس رسالہ کی تقریظ لکھی۔ یہ رسالہ اولاً ادارہ دعوت وارشاد چنیوٹ سے شائع ہوا۔ اب ہم اس جلد میں اس کو محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۲/۱۰...... قرآن اور ختم نبوت: یہ رسالہ بھی مولانا عبدالرحیم منہاج مرحوم کا ہے۔ جو ۱۹۸۵ء میں ادارہ دعوت وارشاد نے شائع کیا۔ اب ہم اس جلد میں اس کو محفوظ کر رہے ہیں۔

۱/۱۱...... عقیدۂ ختم نبوت اور اسلام: مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی سمندری فیصل آباد کے رہائشی تھے۔ دارالعلوم کبیروالا، جامعہ رشیدیہ ساہیوال، خیرالمدارس ملتان میں پڑھتے رہے۔ دورہ حدیث شریف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم کے پاس جامعہ باب العلوم کہروڑپکا ضلع لودھراں سے کیا۔ فراغت کے بعد دارالعلوم فاروقیہ کراچی سے رابطہ جوڑا۔ پھر حق تعالیٰ نے تبلیغ اسلام کے محاذ پر لگادیا۔ آپ نے کئی کتابیں تحریر کیں۔ تحریر کی طرح تقریر کے بھی صاحب طرز اور ماہر تھے۔ (جنوری ۱۹۹۷ء) میں لاہور ایک بم دھماکہ میں جاں بحق ہوئے۔ حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آپ نے ''عقیدہ ختم نبوت اور اسلام'' کے نام سے قادیانیوں کے خلاف کتاب تحریر کی۔ جو اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔

۲/۱۲...... قادیانی غیر مسلم کیوں: یہ بھی مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب کا مرتب کردہ رسالہ ہے۔ جو اس جلد میں شائع کر رہے ہیں۔

۱/۱۳...... میاں ناصر احمد خلیفہ ثالث مرزائے قادیانی پر چند سوال (حصہ اوّل):

۲/۱۴...... میاں ناصر احمد خلیفہ ثالث مرزائے قادیانی پر چند سوال (حصہ دوم): یہ دونوں رسائل جناب ایم غلام محمد شوخ بٹالوی ساکن مرڑ روڑی والا چک نمبر ۴۱ ڈاکخانہ خاص تحصیل وضلع شیخوپورہ (حال ضلع سانگلہ ہل) کے مرتب کردہ ہیں۔ پہلا حصہ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں اور دوسرا حصہ ستمبر ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئے۔ مرزا قادیانی کی کتب کے مطالعہ سے جو اشکالات وارد ہوتے تھے۔ وہ مرزا ناصر کو لکھ کر بھیجے۔ مگر مرزا ناصر کی بولتی بند ہوگئی۔ متضاد حوالہ جات کی وہ کیا توجیہ کرتا۔ مثلاً مرزا نے کہا کہ ''حضور علیہ السلام کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔'' کچھ عرصہ بعد خود کہا کہ ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں'' اب دونوں عبارتیں مرزا قادیانی کی ہیں۔ مرزا ناصر کیا جواب دیتا؟

۳/۱۵...... ختم نبوت بجواب خاتم النبیین نمبر مرزائیہ: ۱۹۵۲ء میں قادیانیوں نے الفضل کا نمبر خاتم النبیین کے نام سے شائع کیا۔ جو دجل ودھوکہ دہی کا مرقع تھا۔ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ جامعہ محمدی شریف نے اس کے جوابات تحریر فرمائے۔ ایم غلام محمد شوخ بٹالوی نے بھی قادیانی نمبر کا جواب تحریر فرمایا جو اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔

۴/۱۶...... مصفّٰے کلام: قادیانیوں نے ''احمدیت کا پیغام'' رسالہ شائع کیا۔ جناب ایم غلام محمد شوخ بٹالوی نے مصفّٰے کلام کے نام سے اس کا جواب تحریر کیا۔ جو اس جلد میں شامل ہے۔

گویا احتساب قادیانیت کی جلد انتالیس (۳۹) میں:

۱...... حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ	کا	۱	رسالہ
۲...... حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ	کا	۱	رسالہ
۳...... حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ	کے	۳	رسائل
۴...... مولانا شہاب الدینؒ لاہوری	کا	۱	رسالہ
۵...... حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ بلندشہری	کے	۲	رسائل
۶...... مولانا عبدالرحیم منہاجؒ	کے	۲	رسائل
۷...... مولانا ضیاءالرحمٰن فاروقیؒ	کے	۲	رسائل
۸...... جناب غلام محمد شوخ بٹالویؒ	کے	۴	رسائل
آٹھ مصنفین کے	ٹوٹل	۱۶	رسائل

اس جلد میں پیش خدمت ہیں۔

غلام محمد شوخ بٹالوی کے صرف چار رسائل میسر آئے۔ ورنہ آخری رسالہ پر سلسلہ اشاعت نمبر:۱۱ درج ہے۔اس کا معنی یہ ہے کہ ان کے اور بھی یقینی طور پر رسائل تھے۔جن تک ہماری رسائی نہیں ہوئی۔چلو جتنے ہو گئے الحمدللہ! باقی کی اللہ تعالیٰ کسی اور کو توفیق بخشیں گے کہ وہ جمع کردیں۔ وما ذالك علے الله بعزیز! اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

والسلام!

محتاج دعاء: فقیراللہ وسایا!

۱۸؍رمضان ۱۴۳۲ھ، بمطابق ۱۹؍اگست ۲۰۱۱ء

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

حضرت الامیر دامت برکاتہم العالیہ کی تشریف آوری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ یکم محرم الحرام ۱۴۳۳ھ کو دفتر مرکزیہ میں تشریف لائے۔ جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا سمیت مجلس کے مبلغین اور سہ ماہی کورس میں شریک آپ کے تلامذہ نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ آپ کافی دیر تک دفتر میں رہے اور جماعتی امور میں ہدایات سے نوازا۔

حضرت الامیر دامت برکاتہم کی خدمت میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ کی سفرحج سے واپسی پر مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا قاضی احسان احمد نے ائیرپورٹ پر آپ کا استقبال کیا۔ نیز مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی حضرت الامیر دامت برکاتہم کی ملاقات کے لئے کہروڑپکا تشریف لے گئے۔ حضرت الامیر مدظلہ کو سفرمبارک کو بخیروعافیت واپسی پر مبارک باد پیش کی اور دعاؤں کی درخواست کی۔ حضرت والا نے مجلس اور مجلس کے تمام رفقاء کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

ختم نبوت ایکشن کمیٹی ٹیکسلا

چند علماء کرام کا وفد حضرت امیر پیر طریقت سراج الواصلین مولانا عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم کے ہاں آیا۔ انہوں نے خبر دی کہ ضلع راولپنڈی کی تحصیل ٹیکسلا کے ایک دیہات نامی احاطہ میں ایک بدبخت ملعون شخص عابد کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ خبر سنتے ہی میٹنگ طلب کی گئی۔ اسی میٹنگ میں رات گیارہ بجے، فیصلہ طے پایا کہ صبح گیارہ بجے شہر کے فلاں مقام پر تمام جماعتوں کو دعوت دے کر اجلاس طلب کیا جاوے۔ علی الصبح تمام دوستوں کو اطلاع کردی گئی۔ جس کی بناء پر اجلاس بروقت بھرپور حاضری زیرصدارت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب منعقد ہوا۔ جس میں جمعیت علماء اسلام (ف) کے حکیم محمد اسعد، محمد اقبال اعوان اور حکیم محمد سعید بمع اپنے رفقاء کے اہل سنت کے مولانا عمر فاروق بمع رفقاء کار مسلک بریلوی کے محمد داؤد اور مکتب اہل حدیث کے مولانا محمد اکرم شاکر جماعت اسلامی کے مولانا غلام سرور اور وکلاء کے نمائندہ محمد افضل جنجوعہ ایڈووکیٹ انجمن تاجران کے صدر شیخ ضیاء، پروانہ ختم نبوت یادگار اسلام مولانا محمد اسحاق، خطیب ٹیکسلا حضرت مولانا مفتی شبیر احمد، حضرت حافظ محمد رفیق ودیگر علماء کرام باثر سیاسی تمام پارٹیوں کی شخصیات اس موقع پر موجود تھیں۔ ان تمام کی میزبانی حاجی ظہیرالدین بابر نے کی۔ ہر ایک نے اظہار خیال کیا۔ آخر میں چند علماء کرام، وکلاء اور سیاسی شخصیات پر مشتمل ایک ختم نبوت ایکشن کمیٹی تشکیل دی

گئی۔ جو اس مسئلہ کو عدالت میں لے جاوے۔ اس کذاب کی قرار واقعی سزا تک جدوجہد کو جاری رکھے اور باقی ساتھی تحصیل بھر میں ختم نبوت کے عنوان پر کانفرسوں، دروس کا انعقاد کریں۔ تاکہ عوام الناس کو آگاہ کیا جائے۔ آخر میں صدر اجلاس حضرت مولانا عبدالغفور صاحب نے ایک گھنٹہ ختم نبوت اور جھوٹے مدعیان نبوت کے عنوان پر تفصیلی خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ اجلاس کا اختتام کیا۔ اب اگلا مرحلہ تھا ایف.آئی.آر درج کروانا۔ تو شام ۴؍بجے سے ختم نبوت ایکشن کمیٹی کے اراکین تھانہ ٹیکسلا میں گئے۔ رات ۱۰؍بجے تک ڈی.ایس.پی سے مذاکرات چلتے رہے۔ انتظامیہ کی کوشش تھی کہ مدعی نبوت کو مینٹل ثابت کیا جائے۔ بالآخر عوامی اور علماء کرام کے شدید دباؤ کی وجہ سے رات ۱۱؍بجے ایف.آئی.آر درج کی گئی۔ ایک گھنٹے بعد ۱۲؍اکتوبر کی رات ۱۳؍اکتوبر میں شامل ہوگئی۔ اب صبح چناب نگر کانفرنس کا افتتاح ہونا تھا۔ ادھر ہم نے دفتر ختم نبوت ٹیکسلا میں پھر ایک اجلاس طلب کیا۔ اس میں جمعہ کے لئے قراردادیں تحریر کی گئیں اور مزید انتظامیہ کو اس حساس مسئلہ پر توجہ دینے اور غیرت کا ثبوت دینے کے لئے (راقم) نے فون ڈی.ایس.پی کو ملایا تو حضرت نے اس سے تفصیلی بات کی اور ان کو باور کروایا کہ انتظامیہ ہوش کے ناخن لے۔ مجرم کو قرار واقعی سزا دلوانے کے لئے قانون کے سپرد کرے۔ چناب نگر کانفرنس میں مولانا محمد اکرم طوفانی نے حکمرانوں کو للکارا، ادھر ٹیکسلا میں بھی احتجاج ہوا۔ الحمدالله علی ذالك! اللہ کرے اس مرد درویش طوفانی صاحب کی بات ان اونچا سننے والوں کی سمجھ میں آجاوے۔ ادھر ٹیکسلا عدالت میں پراسرار طور پر اس کذاب کو جج کے سامنے پیش کیا گیا۔ رب کریم نے کرم کا معاملہ فرمایا کہ جج کے سامنے ایس.ایچ.او نے کہا۔ یہ دیوانہ ہے۔ ہماری طرف سے جناب محمد افضل جنجوعہ کے ساتھ پندرہ وکلاء اور مدعی کیس جناب حافظ عبدالحکیم تھے۔ جنجوعہ صاحب نے کہا جج صاحب ہمارے ایس.ایچ.او اور ڈی.ایس.پی دونوں دیوانے ہیں۔ ان کا بھی معائنہ کروائیں۔ اس پر جج نے اس کذاب غلام عابد کو جیل روانہ کر دیا۔ الحمد الله علیٰ ذالك!

سردار عتیق احمد کی قادیانیت نوازی کی مذمت

سابق وزیراعظم سردار عتیق احمد خان کی قادیانی راہنماء کے گھر دعائیہ تقریب میں شرکت اور فاتحہ خوانی پر تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کی جانب سے شدید الفاظ میں مذمت۔ قادیانی پورے عالم اسلام کے نزدیک غیرمسلم اقلیت ہیں۔ جنہیں شعائر اسلام کے استعمال کی اجازت نہیں۔ مسلم کانفرنس کے صدر کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ پوری دنیا میں سب سے پہلے آزاد کشمیر اسمبلی نے منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو مسلم کانفرنس کے دور حکومت میں غیرمسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی تھی اور آج سردار عتیق اپنے مفادات کی خاطر قادیانیوں کے ساتھ میل جول کر کے اپنے اکابرین کی قربانیوں پر پانی پھیر رہا ہے اور ایسی ہی حرکتوں کی وجہ سے جماعت کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا۔ ان خیالات کا اظہار تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے راہنماؤں قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا محمد ابوبکر، غلام احمد ربانی، ڈاکٹر ابرار احمد، (ر) کرنل عبدالقیوم ودیگر نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ صدر مسلم کانفرنس سردار عتیق احمد خان مسلمانوں کے جذبات کو مجروع نہ کرے۔ بصورت دیگر آزاد کشمیر بھر میں سردار عتیق کی قادیانیت نوازی کے خلاف احتجاج اور تحریک چلائیں گے۔ قاری عبدالوحید قاسمی نے کہا کہ گذشتہ دنوں کوٹلی

میں مسلم کانفرنس کے صدر سردار عتیق احمد خان اور اسمبلی ممبر ملک نواز نے گلہار کالونی کے ایک متعصب قادیانی راجہ یونس ولد بوستان کے گھر کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی اور وہاں پر دعا بھی مانگی۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی جانب سے دعائیہ تقریب کا انعقاد شعائر اسلام کی توہین ہے اور اسلام اس بات کی قطعی اجازت نہیں کہ کوئی غیر مسلم اپنے کفر کے لئے بطور آڑ، قرآنی آیات کا استعمال کرے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم کانفرنس کے صدر کو چاہیے کہ وہ ذاتی مفادات کی خاطر حضور ﷺ کے دشمنوں اور گستاخوں، قادیانیوں کو گلے لگانے سے باز رہیں۔ قادیانی اگر حضور کے وفادار نہیں ہوسکتے تو مسلم کانفرنس کے ساتھ کیا وفاداری کریں گے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے صدر نے کہا کہ سردار عتیق احمد خان اس واقعہ کو معمولی نہ سمجھیں قادیانیوں کی جانب سے شعائر اسلام کا سرعام استعمال، قانونی خلاف ورزیوں، اور ارتدادی سرگرمیوں کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا۔ قاری عبدالوحید قاسمی نے کہا کہ قادیانی حضور ﷺ کے گستاخ اور دشمن ہیں۔ ان کی دعوتوں میں شرکت کرنا ایمانی غیرت کے خلاف ہے۔ قادیانیوں کی تقریبات کا بائیکاٹ کرنا غیرت مند مسلمان پر واجب ہے۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کی موجودگی میں قرآن مجید کی تلاوت کی اور شعائر اسلام کا استعمال کیا جو کہ قانونی طور پر ممنوع ہے۔ صدر تحریک قاری عبدالوحید قاسمی نے کہا کہ ہر غیرت مند مسلمان جو اپنے آپ کو حضور ﷺ کا عاشق اور امتی کہتا ہے اس پر گستاخان رسول سے بائیکاٹ واجب ہے۔

بنوں میں یوم ختم نبوت منایا گیا

ضلعی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بمقام مدنی مسجد مال منڈی ضلع بنوں میں یوم ختم نبوت مولانا سید عبدالستار شاہ بخاری کی قیادت میں منایا گیا۔ جس میں مقامی علماء کرام، طلباء عظام، پریس کے حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تقریب کا آغاز قاری محمد طیب شاہ بخاری کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مولانا سید عبدالستار شاہ صاحب نے عقیدۂ ختم نبوت اور یوم ختم نبوت پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر کسی بھی مسلمان کا ایمان نامکمل ہے۔ یہ عقیدہ دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ جو کوئی اس عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس دن ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور مرزائیوں کا چہرہ ہمیشہ کے لئے بے نقاب کیا۔ لیکن افسوس کہ آج مملکت پاکستان میں قادیانی کلیدی عہدوں پر فائز ہیں۔ حکومت وقت ان کو ان کے عہدوں سے ہٹایا جائے۔ تقریب میں حافظ سبحان الدین، مولانا محمد معتصم باللہ الہاشمی، شیخ الحدیث فقیہ العصر مولانا حسام الدین، قاری محمد شعیب غازی، قاری مراد علی اور دیگر معزز علماء کرام سمیت نمائندہ روزنامہ اوصاف عبدالسلام بیتاب ہمراہ سٹاف نے شرکت فرمائی۔

خادم العلماء مولانا نور احمد شاہ بھی چل بسے

مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کے سابق خطیب مولانا محمد عبداللہ خالد مرحوم جب جامعہ اشرفیہ لاہور سے فراغت پاکر مانسہرہ تشریف لائے۔ تو غالباً یہ ۱۹۶۳ء کا سال تھا۔ مولانا نے جامع مسجد مانسہرہ میں مدرسہ معارف القرآن حنفیہ کے نام وعنوان کے تحت تدریس کا کام شروع فرمایا۔ آپ کی تدریس کا شہرہ ہوا۔ طلباء دین کی ابتدائی

جماعت جس نے آگے جا کر بہت ترقی کی اور دین متین کے اچھے عالم، قاری، مفتی، مدرس تیار ہوئے۔ اس جماعت کے سید نور احمد شاہ بھی رکن رکین تھے۔ راقم الحروف قاری محمد شاہ، سید ہدایت اللہ شاہ، مولانا مفتی محمد داؤد، سید منظور احمد شاہ، مولانا سید اسرار الحق شاہ تو تحصیل علم کے لئے ملک کے دیگر شہروں کو چلے گئے۔ مگر نور احمد شاہ نے یک در گیر محکم بگیر کے قانون پر عمل کیا اور حضرت مولانا عبداللہ خالد ؒ کے وفادار، جانثار، امانتدار شاگرد ہونے کا ثبوت فراہم کیا اور ساری عمر جامع مسجد اور مدرسہ کی خدمت میں گزار دی۔ مولانا عبداللہ خالد ؒ چل بسے، ان کے بعد ان کے صاحبزادہ مفتی وقار الحق عثمان زید مجدہ نے جامع مسجد اور مدرسہ کا چارج لیا۔ تب بھی نور احمد شاہ ان کے معتمد رفیق کے طور پر کام کرتے رہے۔ مرکزی جامع مسجد مانسہرہ قدیم سے علماء کرام کی آماجگاہ رہی ہے۔ واردین، صادرین، آمد و رفت کا سلسلہ چلتا رہتا تھا اور نور احمد شاہ سبھی کے ساتھ حسب مرتبہ معاملہ فرماتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مانسہرہ میں جامع مسجد ہی مرکز رہی ہے۔ حضرت اقدس خواجہ خان محمد قدر اللہ سرہ سے لے کر حضرت مولانا اللہ وسایا تک تمام اکابرین یہاں آتے جاتے رہے ہیں۔ وہ سبھی حضرات کے سچے خادم رہے ہیں۔ مرکزی جامع مسجد اسلامی تحاریک کے کیمپ کے طور پر بھی جانی پہچانی جاتی ہے۔ تمام تحاریک کے قائدین یہاں سے ہو کر گزرتے ہیں۔ ایک مرتبہ جامع مسجد میں مولانا علی شیر حیدری کا خطاب تھا۔ یہاں سے مولانا حیدری کی گرفتاری بھی متوقع تھی۔ اس موقع پر نور احمد شاہ نے کمال ذہانت کا مظاہرہ فرمایا۔ تقریر کے دوران مولانا حیدری ''عربی عبا'' زیب تن کئے ہوئے تھے۔ نور احمد شاہ نے ان کو بچانے کے لئے وہ ''عربی عبا'' ان سے لے کر اپنے اوپر ڈال دی اور عوام کے جھرمٹ میں باہر نکلے۔ پولیس نے ان کو گاڑی میں بٹھالیا۔ تھوڑے فاصلہ پر جا کر نور احمد شاہ نے پوچھا مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ آپ کو مغالطہ ہوگیا ہے۔ میرا نام سید نور احمد شاہ ہے اور میں جامع مسجد کا خدمتگار ہوں۔ تب پولیس سمجھی کہ سید صاحب ہم سے ہاتھ کر گئے ہیں۔ بہرحال زندگی ناپائیدار کے کیا کہنے۔ بالآخر مولانا سید نور احمد شاہ مورخہ ۴؍نومبر ۲۰۱۱ء کو عیدالاضحیٰ سے صرف ایک دن پہلے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ نماز جنازہ میں مانسہرہ شہر کے علماء کرام عمائدین، عامۃ المسلمین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

منصور اعجاز قادیانی بیس سال سے سی آئی اے کا ایجنٹ

لاہور (اے پی اے) قادیانی عقیدے کے حامل اور پیدائشی طور پر امریکی شہری منصور اعجاز کا پورا نام مصور منصور اعجاز ہے۔ وہ ۱۹۶۱ء میں امریکی ریاست فلوریڈا میں پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام مجدد احمد اعجاز تھا۔ جس کا تعلق قادیانی جماعت احمدیہ سے تھا اور وہ مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کا کزن تھا۔ دادا قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی ۳۱۳ رساتھیوں میں شامل تھا۔ والد نیوکلیئر سائنسدان اور امریکہ کی مشہور ورجینیا ٹیک یونیورسٹی کا پروفیسر تھا جس نے امریکہ کے ایٹمی ہتھیاروں کے ڈیزائن کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ نیویارک میں مقیم منصور اعجاز ایک ارب پتی امریکی بزنس مین ہے۔ اس نے تین بار شادی کی۔ پانچ بچے ہیں۔ اس کا اپنا پرائیویٹ جیٹ ہوائی جہاز ہے جس پر وہ اکثر یورپ کے مختلف ممالک کے دورے پر رہتا ہے۔ اس

کے سابق امریکی نائب صدر الگور، سینٹر جان کیری اور جنرل جیمز جونز سے قریبی مراسم ہیں۔ منصور اعجاز پچھلی دو دہائیوں سے امریکی سی آئی اے کے لئے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ سی آئی اے کا سابق ڈائریکٹر جیمز دولسی اس کا انتہائی قریبی رفیق کار ہے۔ منصور اعجاز بہت سالوں سے دنیا کے اہم چینلوں مثلاً سی این این، فاکس اور بی بی سی کے علاوہ کئی دوسرے یورپین ممالک کے پروگراموں میں تجزیہ نگار کی حیثیت سے شریک ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے کالم اور مضامین باقاعدگی سے مشہور اخبارات اور جرائد میں چھپتے رہتے ہیں۔ اپنے ٹی وی تبصروں اور اخباری مضامین میں اس کا خاص نشانہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور آئی سی آئی ہے۔ جن کے خلاف وہ پچھلے پندرہ سال سے لکھ رہا ہے۔ منصور اعجاز کے مبینہ طور پر یہودی میڈیا سے انتہائی قریبی تعلقات ہیں اور فاکس نیوز پر اس کے ایک سو سے زائد پروگرام نشر ہو چکے ہیں۔ اگلے مہینے نومبر میں منصور اعجاز نے میڈیا میں ایک میمو جاری کیا جو بقول اس کے اسے واشنگٹن میں پاکستانی سفیر حسین حقانی نے لکھوایا تھا۔ اس میموگیٹ سکینڈل نے پاکستانی سیاست میں بھونچال پیدا کر دیا اور ساڑھے تین سال سے واشنگٹن میں پاکستانی سفیر کے عہدے پر فائز حسین حقانی کو اسلام آباد واپس آ کر استعفیٰ دینا پڑا۔ میموگیٹ سکینڈل کا حتمی ڈراپ سین جلد متوقع ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ قادیانی مذہب سے تعلق رکھنے والے اور یہودی میڈیا، سی آئی اے اور تھنک ٹینکس کے لئے کام کرنے والے منصور اعجاز کا کھلایا ہوا گل کیا رنگ لاتا ہے۔ اس کی حالیہ مہم بھی کہیں اسی سلسلے کی کوئی کڑی تو نہیں؟ (روزنامہ خبریں ملتان 4 دسمبر 2011ء)

روزنامہ ''خبریں'' ملتان 4 دسمبر 2011ء

منصور اعجاز قادیانی 20 سال سے سی آئی اے کا ایجنٹ

اپنا پرائیویٹ جیٹ طیارہ، سابق نائب امریکی صدر الگور، جان کیری، جنرل جیمز جونز سے قریبی تعلقات

والد سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کے کزن، دادا مرزا غلام احمد کے ابتدائی 313 ساتھیوں میں شامل تھا

اسلام آباد (اے پی اے) قادیانی عقیدے کے حامل اور پیدائشی طور پر امریکی شہری منصور اعجاز کا پورا نام منصور منصور اعجاز ہے۔ وہ 1961ء میں امریکی ریاست فلوریڈا میں پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام مجدد احمد اعجاز تھا جس کا تعلق قادیانی جماعت احمدیہ سے تھا اور وہ مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کا کزن تھا۔ اور قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد کے ابتدائی 313 ساتھیوں میں شامل تھا۔ والد نیوکلیئر سائنسدان اور امریکہ کی مشہور ورجینیا ٹیک یونیورسٹی کا پروفیسر تھا جس نے امریکہ کے ایٹمی ہتھیاروں کے ڈیزائن کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ نیویارک میں مقیم منصور اعجاز ایک ارب پتی امریکی بزنس مین ہے۔ اس نے تین بار شادی کی، پانچ بچے ہیں۔ اس کا اپنا پرائیویٹ جیٹ ہوائی جہاز ہے جس پر وہ اکثر یورپ کے مختلف ممالک کے دورے پر رہتا ہے۔ اس کے سابق امریکی نائب صدر الگور، سینیٹر جان کیری اور جنرل جیمز جونز سے قریبی مراسم ہیں۔ منصور اعجاز پچھلی دو دہائیوں سے امریکی CIA کیلئے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ CIA کا سابق ڈائریکٹر جیمز وولسی اس کا انتہائی قریبی رفیق کار ہے۔ منصور اعجاز بہت سالوں سے دنیا کے اہم چینلوں مثلاً سی این این، فاکس اور بی بی سی کے علاوہ کئی دوسرے یورپین ممالک کے پروگراموں میں تجزیہ نگار کی حیثیت سے شریک ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے کالم اور مضامین باقاعدگی سے مشہور اخبارات اور جرائد میں چھپتے رہتے ہیں۔ اپنے ٹی وی تبصروں اور اخباری مضامین میں اس کا خاص نشانہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور ISI ہے۔ جن کے خلاف وہ پچھلے 15 سال سے لکھ رہا ہے۔ منصور اعجاز کے مبینہ طور پر یہودی میڈیا سے انتہائی قریبی تعلقات ہیں اور فاکس نیوز پر اس کے 100 سے زائد پروگرام نشر ہو چکے ہیں۔ اگلے مہینے نومبر میں منصور اعجاز نے میڈیا میں ایک میمو جاری کیا جو بقول اس کے اسے واشنگٹن میں پاکستانی سفیر حسین حقانی نے لکھوایا تھا۔ اس میموگیٹ سکینڈل نے پاکستانی سیاست میں بھونچال پیدا کر دیا اور ساڑھے تین سال سے واشنگٹن میں پاکستانی سفیر کے عہدے پر فائز حسین حقانی کو اسلام آباد واپس آ کر استعفیٰ دینا پڑا۔ میموگیٹ سکینڈل کا حتمی ڈراپ سین جلد متوقع ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ قادیانی مذہب سے تعلق رکھنے والے اور یہودی میڈیا، CIA اور تھنک ٹینکس کیلئے کام کرنے والے منصور اعجاز کا کھلایا ہوا گل کیا رنگ لاتا ہے۔ اس کی حالیہ مہم بھی کہیں اسی سلسلے کی کوئی کڑی تو نہیں؟

لاہور میں تذکرہ اہلبیت وشہادت امام حضرت حسینؓ کانفرنس کا انعقاد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیراہتمام کوثر مسجد لنڈا بازار لاہور میں ایک اہم اجلاس ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا محمد احمد مجاہد نے فرمائی اجلاس کا آغاز مولانا محبوب الحسن طاہر کی تلاوت سے ہوا۔ اجلاس میں شریک مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد احمد مجاہد، مولانا سیّد ضیاء الحسن شاہ، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عمر حیات، مولانا عبدالنعیم اور راقم الحروف فقیر محمد صدیق توحیدی شامل تھے۔ اجلاس میں محرم الحرام کا پہلا عشرہ بھرپور طریقے سے منانے کا فیصلہ کیا گیا پہلی کانفرنس 7 محرم الحرام کو کوثر مسجد لنڈا بازار میں منعقد ہوئی کانفرنس بعد نماز عصر تا عشاء تک جاری رہی۔

کانفرنس میں تلاوت قرآن پاک سے آغاز کیا گیا تلاوت قاری عمر فاروق (آسٹریلیا مسجد لاہور) نے کی ہدیہ نعت بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مولانا محمد ابوبکر حسانی نے پڑھی پھر مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے عقیدہ ختم نبوت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک گھرانے کا تذکرہ کیا آخر میں مولانا سیدا اسماعیل شاہ کاظمی کا بیان ہوا۔ 10 دسمبر کو مرکز ختم نبوت عائشہ مسجد لاہور میں بہت پروقار کانفرنس ہوئی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا ضیاء الحسن شاہ، مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن، مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب پیر رضوان نفیس کی زیر صدارت مرکز ختم نبوت کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد حسن کا دامت برکاتہم العالیہ خصوصیت کے ساتھ تشریف لائے اور بہت ہی عمدہ بیان فرمایا۔ آخر میں رقت آمیز دعا کروائی یوں کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ 10 دسمبر ہی کو عالمی مجلس کے زیراہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس قلعہ محمدی راوی روڈ میں منعقد ہوئی بہت بڑا اجتماع تھا جس میں مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی قاری خلیل الرحمٰن مولانا مفتی محمد حسن صاحب حامد بلوچ اور دیگر شامل تھے تمام علماء نے عقیدہ ختم نبوت کو اُجاگر کیا اور کہا عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہم سب کا فریضہ ہے قادیانیوں کے دجل اور فریب سے بچنے کے لئے آگاہ کیا گیا۔ جناب حامد بلوچ صاحب نے کامیاب کانفرنس پر سب کا شکریہ ادا کیا۔

11 دسمبر بعد از ظہر قاسمیہ مسجد شاہدرہ میں عالی شان اہلبیت کانفرنس ہوئی نقابت کے فرائض راقم الحروف فقیر محمد صدیق توحیدی نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں تلاوت قاری نذیر احمد نعت محمد احمد قاسمی و محمد اسامہ اجمل قاسمی نے پڑھی مولاعزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالنعیم، مولانا قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا محمد امجد خان رہنما جمعیۃ علماء اسلام اور مولانا قاری محمد رفیق وجھوی نے خطاب کیا کانفرنس پیر رضوان نفیس کی زیر صدارت ہوئی۔ 11 دسمبر ہی کو بعد از عشاء ادارۃ الفرقان شادی پورہ داروغہ والا میں شانِ عظمت اہل بیت وشہادت حضرت امام حسینؓ کانفرنس ہوئی۔ کانفرنس میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے ختم نبوت کے پروگراموں کی پالیسی بیان فرمائی اور عوام الناس سے عہد لیا ختم نبوت کے تقدس اور اہل بیت حضور کے مبارک گھرانے کی حفاظت کا عہد لیا۔ سب شرکاء نے ہاتھ کھڑے کرکے وعدہ کیا کہ ہم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تن من دھن قربان کریں گے۔ مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا قاری ظہور احمد، مولانا خالد محمود صاحب، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالنعیم اور پرمغز بیان مولانا قاری علیم الدین شاکر نے کیا آخر میں حضرت مولانا مفتی حسن صاحب دامت برکاتہم کو خطاب کی دعوت دی تمام شرکاء نے مفتی صاحب کا بھرپور استقبال کیا۔

تبلیغی رپورٹ

عیدالاضحیٰ کے چوتھے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشرواشاعت مولانا عزیز الرحمٰن اور مرکز ختم نبوت عائشہ مسجد کے امام مولانا قاری محمد صدیق توحیدی نے جمعہ والے دن اپنے ہمراہ کراچی کے دوست ختم نبوت کے خادم بھائی مجیب الرحمٰن کو لے کر تبلیغی سفر شروع کیا۔

10 بجے مولانا توحیدی صاحب کے آبائی گاؤں نوشہرہ وادی سون ضلع خوشاب پہنچے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمان ثانی نے دوستوں سے ملاقاتیں کیں پھر مولانا توحیدی صاحب کے ماموں صوفی محمد عجاب محمدی صاحب کے ادارے جامعہ دوستیہ تعلیم القرآن کی بڑی جامع مسجد میں گئے علماء کرام کے ساتھ ملاقات ہوئی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے جمعہ پر خصوصی خطاب کیا مولانا قاری محمد صدیق توحیدی صاحب نے خطبہ دیا نماز پڑھائی۔ علاقہ بھر سے لوگوں کا جم غفیر تھا جو ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا ثانی صاحب کا بیان سننے کے لئے آیا ہوا تھا۔

بعد میں مقامی علماء کرام کے ساتھ اہم اجلاس ہوا پورے وادی سون میں کام کا جائزہ لیا گیا کہ علاقے میں ختم نبوت کے کام کی کیا پوزیشن ہے بعد ازاں مولانا ثانی صاحب نے علاقے کے علماء کرام کو ختم نبوت میں کام کی ترتیب سمجھائی اور ہدایات دیں۔ علماء کرام نے بخوشی قبول کیں اور اخلاص کے ساتھ اس کام میں جُڑ جانے کا عزم کیا۔ نماز عصر جابہ ختم نبوت مسجد میں ادا کی۔ وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مجاہد مولانا محافظ محمد حیات صاحب انگوری رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک ختم نبوت کا کام کرنے میں مصروف عمل رہنے میں علاقے میں بڑی محنت فرمائی ہے۔ اُن کے انتقال کے بعد اب ان کے بیٹے مولانا محمد اسماعیل انگوی صاحب کام کر رہے ہیں ان سے صورتحال معلوم کیں۔ شام راولپنڈی میں مولانا قاضی ہارون الرشید صاحب مدظلہ ہمارے عالمی مجلس کے بہت ہی مہربان رہنما اور پرتکلف ساتھی ہیں ان کے پُرزور اصرار پر ان کے ہاں قیام کرنا پڑا انہوں نے پرتکلف کھانا کھلایا۔ رات گئے تک مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ تین گھنٹے آرام کے بعد صبح ساڑھے تین بجے یہ قافلہ مانسہرہ کی طرف روانہ ہوا صبح فجر کی نماز ایبٹ آباد میں ادا کی وہاں سے سیدھے مدرسہ زکریا گڑھی حبیب اللہ بالاکوٹ پہنچے۔ ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس سیّد نفیس الحسنی شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی میاں محمد اشرف صاحب بالاکوٹی دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی اوراُن کے بڑے بھائی شیخ الحدیث مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے ان سے بھی ملات کی۔ یہ دونوں بھائی وہاں علاقے میں جنگل میں منگل بنائے بڑا ادارہ قائم کئے ہوئے ہیں تمام درجوں کی کتابیں دونوں بھائی پڑھاتے ہیں دورہ حدیث شریف بھی ہے کثیر تعداد طلباء کی زیور تعلیم سے آراستہ ہورہی ہے۔ ان حضرات نے علاقے کے علماء کرام کے ہمراہ عالمی مجلس کے اس قافلے کا بھرپور استقبال کیا۔ حضرت مفتی صاحب نے مہمان نوازی میں فیاضی کے دریا بہادیئے۔ اللہ پاک ان کو جزائے خیر دے اور اپنی شان کے مطابق اجر عطا فرمائے آمین۔ فالحمدللہ علی ذالک

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486, 4783486

قیمت سالانہ/100 روپے

قیمت فی شمارہ/10 روپے